عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۲ تا ۱۸/شوال ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/نومبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۴۳

مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام اخلاق و کردار

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی تاریخ کے آئینہ میں

صدی کا سب سے بڑا جھوٹ

تعمیر کردار

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

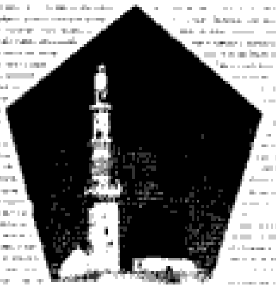

آپ کے مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

کسب معاش کے آداب:

س:......قرآن وسنت کی رو سے مستقبل کی منصوبہ بندی (اپنی ذات کے لئے) کیسی ہے؟ یعنی جائز ذرائع سے مستقبل کے لئے دولت کا جمع کرنا' اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کوششیں کرنا؟ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق اور خالق ہے۔ میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے بلکہ بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور اس کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ مولانا صاحب اس سے ہمارے معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

ج:......جو شخص حلال ذریعہ سے مال کمائے اور شریعت نے مال کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں وہ بھی ٹھیک طور پر ادا کرتا رہے' اسی کے ساتھ یہ کہ مال کمانے میں ایسا منہمک نہ ہو کہ آخرت کی تیاری سے غفلت اور فرائض شرعیہ کی بجا آوری میں سستی واقع ہو جائے' ان تین شرائط کے ساتھ اگر مال کما کر اولاد کے لئے چھوڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر ان تین میں سے کسی ایک شرط میں کوتاہی کی تو یہ کمایا ہوا مال اس شخص کے لئے قبر میں بھی اور حشر میں بھی وبال جان ہوگا۔ مال کے بارے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ میں ذکر کر دیا' اس کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں:

س:......کسی نفع ونقصان کو پیش نظر رکھ کر کوئی آدمی کوئی قدم اٹھائے اور بیماری کے حملہ آور ہونے سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا کہیں یہ توکل کے خلاف تو نہیں؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا صحیح مفہوم سمجھا دیجئے۔

ج:......توکل کے معنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ہیں' اور بھروسہ کا مطلب یہ ہے کہ کام اسباب سے بنتا ہوا نہ دیکھے بلکہ یوں سمجھے کہ اسباب کے اندر مشیت الٰہی کی روح کارفرما ہے' اس کے بغیر تمام اسباب بیکار ہیں۔

مطلقاً ترک اسباب کا نام توکل نہیں' بلکہ اس بارے میں تفصیل ہے کہ جو اسباب ناجائز اور غیر مشروع ہوں ان کو تو کل برخدا بالکل ترک کر دے' خواہ فوراً یا تدریجاً' اور جو اسباب مشروع اور جائز ہیں ان کی تین قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ ہے:

ا:......وہ اسباب جن پر مسبب کا مرتب ہونا قطعی ویقینی ہے' جیسے کھانا کھانا' ان اسباب کا اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک کرنا حرام ہے۔

۲:......ظنی اسباب......جیسے بیماریوں کی دوا دارو' اس کا حکم یہ ہے کہ ہم ایسے کمزوروں کو ان اسباب کا ترک کرنا بھی جائز نہیں' البتہ جو حضرات قوت ایمانی اور قوت توکل میں مضبوط ہوں ان کے لئے اسباب ظنیہ کا ترک جائز ہے۔

۳:......وہمی اور مشکوک اسباب......یعنی جن کے اختیار کرنے میں شک ہو کہ مفید ہوں گے یا نہیں' ان کا اختیار کرنا سب کے لئے خلاف توکل ہے' گو بعض صورتوں میں جائز ہے۔ جیسے جھاڑ پھونک وغیرہ۔

اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کا شرعی حکم:

س:......رزق کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ جب تک یہ بندے کو مل نہیں جاتا وہ مر نہیں سکتا کیونکہ خدا نے اس کا مقدر کر دیا ہے۔ خدا کی اتنی مہربانیوں کے باوجود جو لوگ انسانوں کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں' ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ملازمت سے نہ نکال دیئے جائیں' تو اس وقت ڈر' خوف وغیرہ رکھنے والے کیا مسلمان ہیں؟ جن کا ایمان خدا پر کم اور انسانوں پر زیادہ کہ یہ خوش ہیں تو سب ٹھیک ہے ورنہ زندگی اجیرن ہے؟

ج:......ایسے لوگوں کی اسباب پر نظر ہوتی ہے' اور اسباب کا اختیار کرنا ایمان کے منافی نہیں' بشرطیکہ اسباب کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے' البتہ ناجائز اسباب کا اختیار کرنا کمال ایمان کے منافی ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۲۴: شمارہ ۴۳: ۱۲ تا ۱۸ شوال ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ تا ۲۳ نومبر ۲۰۰۵ء

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد اشرف کراچی

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میواتی ایڈووکیٹ
ٹائٹل و کمپوزنگ: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانی امت کو دعوت اسلام	(اداریہ)	4
تعمیر کردار	(شیخ الحدیث مفتی عبدالقادرؒ)	6
مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	(قاری عبداللہ پراچہ علی)	9
دین کی بنیاد نقل صحیح پر ہے	(حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ)	12
اسلامی اخلاق و کردار	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	14
ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی..... تاریخ کے آئینے میں	(قاری عبدالوحید قاسمی)	18
صدی کا سب سے بڑا جھوٹ	(محمد متین خالد)	21
عالمی خبروں پر ایک نظر		23

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۵ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۳۰ ڈالر [illegible]

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۸ روپے، ششماہی ۲۰۰ روپے، سالانہ ۳۵۰ روپے
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 1-383 ... 2-9327 ... کراچی پاکستان ارسال کریں

ماہنامہ: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون [illegible]
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: [illegible]

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی امت کو دعوت اسلام

فتنہ قادیانیت نے انیسویں صدی کے اختتامی ادوار میں جنم لیا۔ تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ سیالکوٹ کے کمشنر آفس کے ایک ادنیٰ ملازم پر انگریز کی نظر عنایت ہوتی ہے اور وہ یکدم انگریزوں کا منظور نظر بن جاتا ہے۔ وہ اسے ایک خاص مقصد کے تحت پالنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمان ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں ہزیمت اٹھا چکے تھے اور انگریزوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے تھے۔ چند سال بعد یہ ملازم جسے دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے ایک بین المذاہب محقق اور مناظر کی حیثیت سے دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوا اور اس نے ہر باطل مذہب کے پیشوا کے سامنے شکست و ہزیمت کا سامنا کرنے کے بعد انگریز کی اصل خواہش کی تکمیل کا سامان شروع کر دیا۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ ہر اس ہستی کا نام استعمال کرے جسے دنیا کا کوئی بھی مذہب عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ اپنے مفادات کے حصول کیلئے اس نے نہ صرف یہ کہ مسیح و مہدی ہونے کے دعوے کئے بلکہ کرشن اور گرو نانک وغیرہ بننے سے بھی گریز نہ کیا۔ بالآخر وہ وقت آیا جب اس نے انگریز کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس طرح کلمہ طیبہ میں اقرار رسالت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے اپنی طرف منسوب کر لیا۔ مسلم دنیا نے اس کے تمام ابتدائی دعووں کو شک کی نگاہ سے دیکھا اور جب اس نے مسیح موعود اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو امت مسلمہ نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فرامین کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کر کے انہیں مرتد اور زندیق قرار دیا اور ان کے خلاف آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر ممکن جدوجہد کی اور مخلوق خدا کو اس دام ہمرنگ زمین سے بچانے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں وقف کر دیں جس کے بہترین ثمرات ظاہر ہوئے اور قادیانی فتنہ اپنی ابتداء ہی سے عروج کے بجائے زوال کی جانب گامزن رہا اور سوائے چند اسلام دشمنوں کے اور کوئی اس فتنہ سے اپنا تعلق نہ جوڑ سکا بلکہ مہذب انسانوں کے نزدیک قادیانی ہونے کو ایک گالی تصور کیا جانے لگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد حکیم نورالدین بھیروی اس کا جانشین بنا اور حکیم نورالدین کے بعد مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر الدین محمود قادیانیوں کا پوپ بنا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقع پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ شمار کروا کر کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کی راہ ہموار کی اور قیام پاکستان کی راہ میں حتی المقدور روڑے اٹکائے۔ پاکستان بننے کے بعد بدقسمتی سے اس کا چیلا ظفر اللہ قادیانی ملک کا پہلا وزیر خارجہ بن گیا، جس کی وجہ سے قادیانیوں کو شہ ملی اور انہوں نے بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی کوشش کی جس میں انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دے کر مسلمانوں نے قادیانیوں کو ان کی حیثیت یاد دلا دی۔ بالآخر مرزا محمود بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی حسرت دل میں لئے ہوئے عذاب قبر کا نشانہ بن گیا۔

مرزا محمود کے بعد اس کا لڑکا مرزا ناصر پاپائے قادیان کے منصب پر فائز ہوا اور اس کے دور میں چناب نگر (سابقہ ربوہ) قادیانی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں وہ وقت آیا کہ مرزا طاہر کی سرکردگی میں قادیانی غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بے گناہ طلبا کو "ختم نبوت زندہ باد" کے نعرے لگانے کی پاداش میں ہاکیوں، سریوں اور دیگر ہتھیاروں سے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ملک کے ہر حصے سے قادیانیوں کو لگام دینے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آوازیں اٹھیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر نگرانی قومی اسمبلی میں اور قومی اسمبلی کے باہر قادیانیوں

کے خلاف شدید ردعمل ہوا' جس کا نتیجہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخ ساز فیصلہ کی صورت میں رونما ہوا۔

مرزا ناصر کی نفرت انگیز موت کے بعد مرزا طاہر نیا پاپائے قادیان بنا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد قادیانیوں کو پھر شرارت سوجھی اور انہوں نے پر پرزے نکالنے شروع کیے۔ مسلمانوں کی مذہبی غیرت نے قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی کا جواب آئین اور قانون کی زبان سے دینے کا فیصلہ کیا' چنانچہ ۱۹۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا جس کی رو سے قادیانیوں پر شعائر اسلام کے استعمال پر پابندی عائد کردی گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس فتح نے مرزا طاہر کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ چنانچہ وہ برقعہ اوڑھ کر راتوں رات پاکستان سے انگلینڈ فرار ہوگیا جہاں اس نے قادیانیوں کے نئے مرکز کی بنیاد ڈالی اور قادیانی ٹی وی' ویب سائٹ اور دیگر ذرائع سے نئے سرے سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کی اور آئے دن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بددعائیں دینے اور اپنی پارٹی کو اس عمل کی ترغیب دینے کا عمل شروع کیا' اس کے ساتھ ساتھ اس نے مختلف پاکستانی سربراہان کی غیر قدرتی اموات' بعض پاکستانی حکومتوں کے ماورائے آئین خاتمے اور ملک میں آنے والی بعض ارضی وسماوی آفات کو قادیانیت کی فتح اور اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیا' نیز وہ مسلسل پاکستان کی سلامتی کے خلاف بیانات دیتا رہا۔ بالآخر وہ بھی واصل جہنم ہوا۔

اس کی موت کے بعد مرزا مسرور قادیانیوں کا نیا پوپ منتخب ہوا۔ اس نے اپنی زیر قیادت منعقد ہونے والے حالیہ سالانہ قادیانی جلسے میں حسب معمول بلند بانگ دعاوی کیے جس نے سوائے اس کے اور اس کے پیروکاروں کے کفر و گمراہی میں مزید اضافے کے اور کچھ نہ کیا۔ اس جلسے کے جواب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے برمنگھم میں سالانہ عظیم الشان کانفرنس منعقد کرکے قادیانیوں کو دعوت اسلام دی اور کئی نیک بخت افراد قادیانیت سے تائب ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ دین اسلام کے فروغ اور قادیانیوں کے کفر سے انہیں نکالنے کے اسی جذبہ کے تحت ہم قادیانی امت کو ایک مرتبہ پھر دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ماننا چھوڑ دے' مسیح موعود اور مہدی معہود کی اصطلاحات کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ترک کردے' مرزا قادیانی کے دامن کو چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لے لے اور آپ ﷺ کو آخری نبی مان کر اس حقیقت کا اقرار کرلے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب' دجال اور لعین تھا اور یہ کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا' بلکہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں' قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اگر قادیانی امت ان عقائد کو مان لیتی ہے تو وہ مسلمانوں کی صف میں شامل ہوکر ہمیشہ ہمیشہ خوش بختی کی حقدار بن سکتی ہے۔ اسلام کے دروازے قادیانیوں پر آج بھی کھلے ہیں' بشرطیکہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو ترک کردیں اور نئے سرے سے اسلام قبول کرلیں۔ اگر مرزائی امت نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ نہ کی اور اسلام قبول نہ کیا تو وہ یاد رکھے کہ قیامت کے دن اس کا حشر بھی نمرود' فرعون' ہامان' ابوجہل' مسیلمہ کذاب اور مرزا قادیانی کے ساتھ ہوگا' جو یقیناً دائمی جہنم ہے۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کیے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

حسن کردار

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شیخ الحدیث مفتی عبدالقادرؒ

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ! اما بعد!

''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجوا الله والیوم الآخر وذکر الله کثیرا۔''

۱:......اس آیت کریمہ میں حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے: اے مسلمانو! تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، لیکن یہ نمونہ ہے اس آدمی کے لئے ''لمن کان یرجوا الله والیوم الآخر'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے، اپنی آخرت کو درست کرنا چاہتا ہو اور اللہ جل شانہ کی یاد اس کے دل میں قائم ہو تو ہم مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی میں غور کریں اپنی زندگی کا مطالعہ کریں اور جو جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دیں اور جو آپ کا طریقہ ہو اس کو اپنانے کی کوشش کریں، یہ بات ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں کہ اچھی خصلتیں عادتیں بنانی پڑتی ہیں کوئی شخص ماں کے پیٹ سے ولی بن کر نہیں آتا، محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے، پھر اللہ میاں وہ چیز پیدا فرما دیتے ہیں۔

۲:......اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے محبوب کی زندگی کے نمونے کی تلقین فرمائی ہے جس کی سادہ سی مثال اور وضاحت یوں سمجھ لیجئے، جیسے آپ ایک کپڑا سلواتے ہیں درزی سے، اس کو آپ اپنا کرتا اور قمیص دے دیتے ہیں اور اسے کہہ دیتے ہیں کہ اس نمونے کی قمیص سلوانی ہے یہ نمونہ ہے قمیص کا، اس سے بڑی ہو نہ چھوٹی اس نمونے کے باوجود اگر وہ درزی آپ کی قمیص کو لمبا یا چھوٹا کر دے تو آپ کیا کہیں گے یہی کہیں گے: ''ارے ظالم! نمونے کے باوجود تو نے میرے کرتے اور قمیص کو خراب کر دیا ہے۔'' اگر اللہ جل شانہ بھی یہی فرما دیں کہ میں نے تمہارے پاس اپنی رحمت اور رحمۃ للعالمین پیغمبر بھیجا تھا اور اس کی زندگی کو تمہارے لئے نمونہ بنایا تھا لیکن تم نے پھر بھی اس کے مطابق اپنے اخلاق نہ بنائے تو ہم کیا جواب دیں گے۔

۳:......اس لئے میرے بھائی جب تک ہم جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو نمونہ نہیں بنائیں گے اس وقت تک نجات مشکل ہے مختلف کتابوں میں ہادیٔ سبل اور فخر رسل کے اخلاق کی ایک لمبی چوڑی فہرست موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے میں اخلاق کی تعلیم دی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صفت یہ ہے کہ آپ میں حیاء بہت زیادہ تھی، شرم وحیا کے پیکر تھے اور حیا والا آدمی بھی اخلاق اور تہذیب سے گری ہوئی بات نہیں کہتا حدیث میں ہے، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ''وکان رسول الله اشد حیاء من العذراء۔'' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء تھی جو اپنے گھر میں باپردہ رہتی ہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح ہوا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ولیمہ کھلایا، جب لوگوں نے ولیمہ کھالیا، اکثر تو چلے گئے، البتہ کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بیٹھے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ اب یہ لوگ چلے جائیں تاکہ ہم بے تکلف ہو کر گھر میں بیٹھیں، لیکن قربان جایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور بے مثال اخلاق پر کہ حیاء کی وجہ سے ان کو یہ نہیں کہا کہ جب بھائی تم لوگ ولیمہ کھا چکے ہو تو اب چلے جاؤ، نہیں ایسا نہیں فرمایا، بلکہ خود گھر سے تشریف لے گئے، اپنی دوسری ازواج مطہرات کے پاس تو امہات المومنین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد پیش کی کہ یا رسول اللہ آپ کو یہ نیا نکاح مبارک ہو، پھر آپ گھر سے مبارکبادیاں وصول کر کے واپس آئے تو اب بھی وہ لوگ بیٹھے تھے حالانکہ اب ان لوگوں کا آپ کے گھر میں بیٹھنا بے جا تھا، جو آپ کو ناگوار تھا اس لئے حق جل شانہ نے قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمائی: ''یاایها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم الی طعام'' آگے ہے کہ جب کھانا کھا چکو تو پھر چلے جاؤ، کیونکہ تمہارا عبث بیٹھنا ہمارے محبوب کو تکلیف دیتا ہے لیکن منہ سے کچھ کہتے ہوئے انہیں حیاء آتی ہے: ''فیستحی منکم'' تو آپ میں ایک تو حیاء بہت زیادہ تھی لہٰذا ہر آدمی کو حیاء میں آپ جیسا نمونہ پیدا کرنا چاہئے، اخلاق اور تہذیب سے گری ہوئی بات

مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

۴:.....ایک صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تھی کہ آپ میں نرمی اور معاف کر دینے کا مادہ بہت زیادہ تھا' ایک صحابی ہیں جن کا نام حضرت انس رضی اللہ عنہ ہے' جن کو یہ سعادت اور شرف حاصل ہے کہ انہوں نے دس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل خدمت کی ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے کام بتایا تو میں نے کہا: میں نہیں جاتا' میں نے ضد کرلی' لیکن دل میں تھا کہ جاؤں گا' صرف حضور علیہ السلام کا حلم وحوصلہ دیکھنا چاہتا تھا' بہرحال میں کام کے لئے چل پڑا' اسی راستے پر حضور ﷺ بھی جارہے تھے' آپ ﷺ نے مجھے پکڑ لیا اور مسکرا کر فرمایا: انس! تم تو کہہ رہے تھے میں نہیں جاؤں گا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دل میں یہی تھا کہ جاؤں گا' تو آپ ﷺ ہنس پڑے' نہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر غصہ فرمایا اور نہ بُرا بھلا کہا' حالانکہ ہمارے ساتھ کوئی بچہ خواہ وہ اپنا بیٹا ہو' شاگرد ہو یا کوئی دوسرا ہو' اس طرح کرے یعنی کام نہ کرے یا کام کرنے سے انکار کردے تو ہم غصے ہوجاتے ہیں اور مارتے پیٹتے ہیں' مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم کی دلجوئی فرمائی' حدیث پاک میں ہے کہ صبح کی نماز کے بعد مدینہ منورہ کے بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آجاتے اور عرض کرتے یارسول اللہ! ہمیں یہ پانی متبرک فرمادیجئے' آپ اس پانی میں انگلیاں ڈال دیتے دوسرے بچے آجاتے وہ بھی یہی فرمائش کرتے' یہاں تک کہ سردی کا موسم ہونے کی وجہ سے پانی ٹھنڈا ہوتا اور آپ ﷺ کو سردی لگنے لگتی مگر تمام بچوں کو راضی کرتے اور کبھی انکار نہ فرماتے' آپ ﷺ نے صرف بچوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ اپنے گھر والوں کی بھی دلجوئی فرماتے تھے' بعض لوگ اپنے آپ کو دیندار کہلانے والے اپنے گھر والوں کو بہت تنگ کرتے ہیں' گھر والوں کو طعن وتشنیع کرتے ہیں' گالیاں دیتے ہیں' بُرا بھلا کہتے ہیں' حالانکہ سردار دوجہاں نے تاکید کے ساتھ فرمایا ہے: "خیرکم خیرکم لاھلہ" (مسلمانو! تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو) پھر آپ ﷺ نے خود فرمایا: "میں بھی اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔" ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب میری شادی ہوئی تو میں نو سال کی تھی اور گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی' یہ گڑیاں بازاروالی نہیں جو بت کی طرح ہوتی ہیں بلکہ لڑکیاں کپڑے کی بنالیتی ہیں' فرماتی ہیں: میرے پاس میری سہیلیاں بھی آتی تھیں' ہم اکٹھے بیٹھ کے کھیلتی تھیں' چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ رعب عطا فرمایا تھا' جب میری سہیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھتیں تو چلی جاتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا چلا جانا پسند نہیں تھا' اس لئے تشریف لے آتے اور فرماتے: اے میری عائشہ کی سہیلیو! تم عائشہ کے ساتھ کھیلا کرو' کھیلنا مجھے پسند ہے' سبحان اللہ کتنے بلند اخلاق ہیں۔

۵:.....ایک صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تواضع کی تھی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب آپ گھر تشریف لے جاتے تو بادشاہ بن کر نہیں بیٹھ جاتے تھے بلکہ حسب ضرورت آپ گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے اور گھر میں ایسا کام کرتے جو عام آدمی نہیں کرتا' لیکن آپ تواضع کی وجہ سے وہ کام کرتے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: "جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لے جاتے تو بکری کا دودھ بھی نکال لیتے تھے' جب گھر والے کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتے تو اپنے کپڑے بھی خود دھو لیتے تھے' اپنی سواری کو چارہ بھی خود ڈالتے تھے جب کبھی جوتا بنانے والا نہ ملتا تو اپنے جوتے بھی خود مرمت کرلیتے تھے' جب گھر والے نہ ہوتے یا میکے گئے ہوئے تو گھر کا جھاڑو بھی خود دیتے' کتنی بڑی شان اور کس قدر تواضع۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم سفر پر گئے اور بکری ذبح کرنے کا پروگرام بنایا کسی ساتھی نے کہا: میں بکری ذبح کروں گا' کسی نے کہا: میں چمڑی اتاروں گا' کسی اور نے کہا: میں پکاؤں گا' آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ذمہ بھی تو کوئی کام لگاؤ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو ہمارے بڑے ہیں' جب ہم آپ کے خادم موجود ہیں' آپ کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میرے ذمہ کوئی کام ضرور لگاؤ' پھر آپ ﷺ خود فرمانے لگے چلو میں لکڑیاں اکٹھی کروں گا۔ سبحان اللہ۔

۶:.....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں صفت عفو ودرگزر کی تھی' یعنی بہت جلدی اپنے مخالف کو معاف فرمادیتے تھے' ایک مرتبہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے' اتنے میں ایک شخص آیا اور آتے ہی آپ ﷺ کی چادر جو حضور ﷺ کے گلے میں تھی' خوب زور سے کھینچا' یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گئے' آپ ﷺ نے فرمایا: بندۂ خدا وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے بھی اس مال میں سے حصہ دیجئے جو مال آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کے بندے مال تو میں تجھے

دوں گا' لیکن تو نے جو مجھے ستایا ہے اس کا بدلہ بھی لوں گا' وہ شخص کہنے لگا نہیں' نہیں! میں بدلہ نہیں دوں' آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ کہنے لگا: کیونکہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے" آپ ہنس پڑے اور اسے معاف کر دیا اور صحابہ کو فرمایا: اس شخص کو ایک اونٹ پر جو لاد دو اور دوسرے پر کھجور لاد دو۔ حضور ﷺ میں ایک صفت سخاوت کی تھی' بلکہ آپ ﷺ میں اعلیٰ درجے کی سخاوت تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ماہ رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت اتنی بڑھ جاتی' فرمایا: جو چلنے والی ہوا ہے جس سے ہر امیر غریب فائدہ اٹھاتا ہے' لیکن آپ ﷺ کی سخاوت اس ہوا سے بھی زیادہ تھی۔ ایک حدیث پاک میں ہے: ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے' ایک لڑکا آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میری امی آپ کو سلام کہتی ہے' اور کہتی ہے مجھے کرتہ عنایت فرمائیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے' میں اس کا انتظام کروں گا' لڑکا واپس چلا گیا کچھ دیر بعد واپس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میری امی آپ کو سلام دیتی ہے اور ساتھ ساتھ کہتی ہے جو کرتا آپ نے پہنا ہوا ہے' یہی عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے کرتا اتار کر دے دیا' جبکہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت یہی کرتا تھا جو آپ ﷺ نے دے دیا اب بغیر کرتے کے بیٹھے ہیں' نماز کا وقت ہو گیا لیکن اب نماز کیسے پڑھائیں؟ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اے نبی اپنے ہاتھ کو بہت تنگ بھی نہ فرمایا کریں اور اتنا بھی اپنے ہاتھ کو نہ پھیلائیں کہ خود تو بغیر کرتے کے بیٹھے رہیں اور دوسروں کو کرتہ دے دیں۔" لیکن آپ ﷺ کا مزاج تو معلوم ہو گیا کہ آپ میں سخاوت کیسی تھی۔

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو پہاڑوں کے درمیان آپ ﷺ کی بکریاں تھیں' ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں کنگال ہوں' بھوکا ہوں' مجھے کچھ عطا کیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بکریاں جو تمہیں نظر آرہی ہیں' یہ سب تمہاری ہیں' وہ صحابی ساری بکریاں لے گیا اور جا کر اپنی قوم سے کہا: "اے میری قوم والو! مسلمان ہو جاؤ' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ بھوک کا خوف نہیں رہتا' اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے: جناب رسول اللہ مجلس میں تشریف فرما تھے' ایک خاتون نے آپ ﷺ کو چادر بھیجی جو ہدیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور وہیں اوڑھ لی' اتنے میں ایک صحابی حاضر ہوتے ہیں' اس کے کناروں کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں: یارسول اللہ! آپ ﷺ کی چادر مبارک بڑی خوبصورت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہے تو بڑی خوبصورت' عرض کیا مجھے دے دیجئے' آپ ﷺ نے وہ منقش چادر اس صحابی کو دی اس کو دوسرے دوست احباب نے ملامت کیا کہ تم نے ذرا بھی صبر نہیں کیا اور چادر کا مطالبہ کر ڈالا' اس صحابی نے عرض کیا: میں نے یہ پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ کفن کے لئے مانگی ہے' یہ صحابی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں' جن کے متعلق آیا ہے کہ ان کو اسی چادر میں کفن دیا گیا۔ سبحان اللہ۔

☆☆..............☆☆

دنیا کی سب سے بڑی بدقسمتی:

"ہزاروں برس کا تجربہ بتاتا ہے کہ انسان سازی کے لئے اس سے بڑی طاقت نہیں (مراد پیغمبر) آج دنیا کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ جماعتیں موجود ہیں' قومیں موجود ہیں' تنظیمیں اور ادارے موجود ہیں لیکن صالح افراد نایاب ہیں' اور دنیا کے بازار میں سب سے زیادہ اس جنس کی کمی ہے۔ خطرناک بات یہ ہے کہ ان کی تیاری کی فکر بھی نہیں ہے' اور سچ پوچھئے تو اگر تیاری کی کوشش بھی کی جاتی ہے تو اس کے لئے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جاتا' اس کا راستہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ یہ یقین پھر پیدا کیا جائے اور سب سے پہلے انسان کو انسان بنایا جائے۔ اس کے بغیر جرائم بند نہیں ہو سکتے' خرابیاں دور نہیں ہو سکتیں' آپ ایک دروازہ بند کریں گے تو دس چور دروازے کھل جائیں گے' افسوس ہے کہ جن کو اس بنیادی کام کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور جن کے توجہ کرنے سے اثر ہو سکتا ہے ان کو دوسرے مسائل سے فرصت نہیں۔ اگر وہ اس مسئلہ پر توجہ کرتے تو اس سے پوری زندگی پر اثر پڑتا اور سینکڑوں مسائل اس سے حل ہو جاتے جن پر علیحدہ علیحدہ کوشش کی جاری ہے اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔"

(تعمیر انسانیت ص... از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

قاری عبدالقدیر واسطی

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی جیسے لوگ صدیوں بعد دھرتی پر جنم لیتے ہیں اور جب رخصت ہوتے ہیں تو تاریخ انہیں اپنا عنوان قرار دیتی ہے۔ تاریخ جن لوگوں کو اپنی تکمیل کے لئے منتخب کرتی ہے ضروری نہیں کہ ان کی پیدائش کسی سرمایہ دار' جاگیردار خاندان میں ہو بلکہ ماضی میں ایسے لوگوں نے بھی تاریخ کے صفحات پر اپنے نقوش چھوڑے کہ ان کے آباؤ اجداد کو وقت کے اقتدار نے کبھی التفات بھی نہیں کیا لیکن جب ان بوریہ نشینوں نے شاہی محلات پر کمندیں ڈالیں تو تاج شاہی ان کے قدم چومنے لگا۔

مولانا ہزاروی جون ۱۸۹۶ء کو مانسہرہ کے مشہور قصبہ بفہ میں حضرت مولانا حکیم سید گل کے گھر پیدا ہوئے' مولانا ہزاروی کے والد ماجد مڈل اسکول میں استاد تھے' مولانا ہزاروی نے ۱۹۱۲ء میں مڈل کے سالانہ امتحان میں ضلع بھر میں اول پوزیشن حاصل کی' ڈپٹی انسپکٹر محکمہ تعلیم نے مولانا ہزاروی کے والد سے کہا: آپ کو مبارک ہو آپ کا بچہ نہایت ذہین ہے' میں اس کا پندرہ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کرتا ہوں' اس کو مزید تعلیم دلائیں۔ مولانا کے والد نے فرمایا: آپ کا شکریہ جو بچہ لائق اور ہونہار ہو اس کو تو انگریزی پڑھائی جائے اور جو بچہ اندھا یا معذور ہو اسے مسجد بھیج دیا جائے۔ میں اسے اب دینی تعلیم دلاؤں گا۔ مولانا ہزاروی نے ابتدائی کتب اپنے والد مرحوم سے پڑھیں۔ ۱۹۱۴ء میں مولانا غلام رسول بفویؒ کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند بھیج دیا۔ دوران تعلیم مولانا دیوبند کے سالانہ امتحانات میں امتیازی پوزیشن حاصل کرتے رہے اور اکثر کتابوں میں مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہم سبق رہے۔ ۱۹۱۹ء میں دورۂ حدیث میں شامل تمام طلبہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی اور دیوبند سے فراغت کے بعد ایک سال تک دارالعلوم دیوبند ہی میں معین المدرسین کی حیثیت سے تدریس فرمائی۔

اس کے بعد مہتمم دارالعلوم دیوبند کے حکم سے بحیثیت مفتی حیدرآباد دکن بھیج دیا گیا۔ ۸/۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو جب جمعیت علمائے اسلام کی داغ بیل ڈالی گئی' شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو امیر منتخب کیا گیا تو حضرت لاہوریؒ نے اپنی امارت کو مولانا ہزارویؒ کی نظامت سے مشروط فرمایا کہ اگر مولانا ہزارویؒ ناظم اعلیٰ بنالئے جائیں تو میں امارت قبول کرلوں گا۔ چنانچہ بڑے بڑے علمائے کرام نے مولانا ہزارویؒ کی منت سماجت کر کے نظامت قبول کرنے پر آمادہ کرلیا اور مولانا ہزارویؒ کو کل پاکستان جمعیت علماء اسلام کا ناظم اعلیٰ منتخب کرلیا گیا۔ مولانا نے ایک سال سے بھی کم مدت میں مغربی پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کا دورہ کر کے تین سو سے زائد جمعیت علماء اسلام کی شاخیں قائم کرلیں۔ مولانا کی تگ و دو کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت علماء اسلام ووٹوں کے تناسب سے پورے مغربی پاکستان میں دوسرے نمبر پر رہی' جس کا بیرونی ذرائع ابلاغ نے بھی ذکر کیا۔ مولانا نے ۱۹۶۲ء میں بنیادی جمہوریت کے تحت ہونے والے انتخابات میں جمعیت علماء اسلام کی جانب سے حصہ لیا اور ہارون بادشاہ خان کو الیکشن میں شکست دے کر مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ مولانا ہزارویؒ نے مغربی پاکستان کی اسمبلی میں پہنچنے کے بعد صدر ایوب خان کے نافذ کردہ عائلی قوانین کے خلاف موثر تقریر کی اور عائلی قوانین کو خلاف اسلام ثابت کیا۔ چنانچہ مولانا کی تقریر کے اختتام پر جب اسپیکر نے ووٹنگ کرائی تو پورے ہاؤس نے مولانا کی قرارداد کے حق میں ووٹ دیا' صرف ایک مرد اور تین عورتوں نے خلاف ووٹ دیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مولانا ہزارویؒ نے دوبارہ جمعیت علماء اسلام کے ٹکٹ پر حصہ لیا اور سابق پارلیمانی سیکریٹری وزیر اطلاعات ونشریات محمد حنیف خان کو شکست دے کر قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوگئے۔ مولانا کی سیاست دین کے تابع تھی' مولانا نے دین کے معاملے میں کبھی کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔

مولانا کی دینی' ملی' ملکی خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی' خصوصاً قادیانیت کے خلاف مولانا کی خدمات تو رہتی دنیا تک یاد رہیں گی' اس حوالے سے ایک تاریخی واقعہ پیش کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ ۱۹۷۳ء میں قادیان سے ایک وفد قادیانی مناظر اللہ دتہ جالندھری کی قیادت میں مانسہرہ پہنچا۔ مانسہرہ سے مرزائی خان بہادروں' ڈاکٹروں اور قادیانی وکیلوں کی ایک فوج لے کر دورہ کاغان کا رخ کیا اور دیہات کے ائمہ مساجد اور سادہ لوحوں کو للکارنا شروع کردیا' دیہات کے سادہ لوح عوام اللہ دتہ مرزائی جیسے تیز و طرار مناظر کا مقابلہ کیا کرتے۔ نتیجہ میں میدان قادیانیوں کے ہاتھ میں رہتا' یہ حالات دیکھ کر وادی کاغان کے خطیب دارالعلوم محمدیہ شہید بالاکوٹ کے بانی حضرت مولانا قاضی محمد یونسؒ دو آدمیوں کو لے کر بفہ میں مولانا ہزارویؒ کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ اس وقت مولانا کے فرزند زین العابدین قریب المرگ تھے اور نزع کی حالت میں تھے' مولانا نے تھوڑی دیر غور فرما کر قاضی صاحب سے فرمایا: آپ ٹھہریں میں کتابیں لے کر آتا ہوں اور آپ کے ساتھ چلتا ہوں' مولانا گھر میں داخل ہو کر تیاری کرنے لگے' اہلیہ نے عرض کیا: زین العابدین تو حالت نزع میں ہے اور آپ کی کہاں کی تیاری ہے؟ فرمایا: بالاکوٹ جارہا ہوں' اہلیہ محترمہ نے کہا کہ زین العابدین نزع کی حالت میں ہے اور آپ جارہے ہیں' جواب میں فرمایا: جنازہ تو فرض کفایہ ہے' میرے بغیر بھی ہوجائے گا' لیکن میں تحفظ ناموس رسالتﷺ کے لئے جارہا ہوں' زین العابدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر قربان ہوں پھر بھی کم ہے' یہ کہہ کر کتابیں اٹھائیں اور گھر سے باہر نکل آئے' جب بفہ کے اڈہ پر پہنچے تو پیغام آگیا کہ زین العابدین اس جہانِ فانی سے کوچ کرگیا ہے' آپ واپس تشریف لے آئیں' جواب میں فرمایا کہ میں جس مشن پر جارہا ہوں' وہ مشن زین العابدین کی تجہیز و تکفین سے بلند تر ہے' ایسا جواب وہی شخص دے سکتا ہے' جس کی رگ و پے میں عشق رسالتﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو' زبان سے عاشق رسول بننا تو نہایت آسان ہے' لیکن عملی طور پر پورا اترنا ایسے ہی مردانِ قلندر کا کام ہے' مولانا ہزارویؒ نے بالاکوٹ پہنچ کر قادیانی اللہ دتہ جالندھری کو پہلے ہی مناظرے میں ایسی شکست فاش دی کہ وہ اپنے قادیانی گماشتوں سمیت سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور قادیان جا کر سانس لیا۔

مولانا ہزارویؒ نے کبھی حق کہنے میں ڈر محسوس نہیں کیا۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا حج پر تشریف لے گئے۔ ذوالحجہ کا چاند جمعرات کی شب کو اکثر حجاج کرام نے دیکھا اور اس حساب سے یوم الحج جمعہ کو ہوتا تھا لیکن سعودی گورنمنٹ نے کسی مصلحت کے تحت اعلان کردیا کہ حج ہفتہ کو ہوگا' چند احباب مولانا ہزارویؒ کے پاس آئے اور تمام صورت حال بیان کی۔ مولانا خانہ کعبہ میں نماز کے بعد کھڑے ہوگئے اور عوام کو متوجہ کرکے پہلے عربی پھر اردو پھر پشتو زبان میں ایک زبردست تقریر فرمائی' جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلامی عبادات کا دارومدار چاند کے حساب پر منحصر ہے' کسی کیلنڈر یا جنتری یا شاہی حکم کے ماتحت نہیں چونکہ عوام کی اکثریت نے جمعرات کی شب کو چاند دیکھا ہے' اس لئے یوم عرفہ (حج کا دن) جمعہ کو ہوگا۔ لہٰذا ہم حج جمعہ کو ادا کریں گے' ہم شاہی حکم کے محتاج نہیں' حجاج کی قیادت میں خود کروں گا جو مسلمان میرے ساتھ متفق ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں چونکہ تقریر تین مختلف زبانوں میں کی تھی' اس لئے حرم شریف میں موجود تمام حجاج نے مولانا ہزارویؒ کی تائید کی اور مولانا کے اس اعلان سے حکومت سعودیہ کو اپنا پہلا اعلان منسوخ کرکے رات گیارہ بجے دوسرا اعلان کرنا پڑا کہ حج جمعۃ المبارک کو ہی ادا کیا جائے گا۔ ساری دنیا کے حجاج کرام نے مولانا کے اس جرأت مندانہ اقدام پر خوشی کا اظہار کیا اور خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا ہزاروی اپنے زمانہ کے بہت بڑے ولی اور بزرگ تھے' اگرچہ کمالات ظاہری نے ان کی باطنی شخصیت کو اپنے رنگ میں چھپا رکھا تھا' آپ قطب زمان حضرت مولانا محمد عبداللہؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے خاص مرید تھے اور سلوک کی منزلیں ان ہی سے طے کی تھیں' اس طرح وہ اصحاب ظاہرہ اور باطنہ کا حسین نمونہ تھے' یہاں ہم ان کی چند کرامتیں بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین ان کی شخصیت کو اس رخ سے بھی پہچان سکیں' آپ درحقیقت مادرزاد ولی تھے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جب سارے لیڈر گرفتار ہوگئے اور آپ کو مرکزی قیادت کی طرف سے یہی حکم ملا کہ گرفتاری نہ دیں بلکہ پیچھے رہ کر کام کریں تو آپ نے حکم کی تعمیل کی' لیکن ادھر حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگادیا اور آپ کے بارے میں حکومت نے آرڈر دے دیا کہ جہاں ملے اسے گولی ماردی جائے اور جو بھی اسے زندہ یا مردہ پکڑلائے گا تو اسے پندرہ ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ کسی نے ایک دن ہمت کرکے روپوشی کے بارے میں کچھ حالات بیان کرنے کی درخواست کی' آپ اس دن بڑے اچھے موڈ میں تھے' فرمایا: ایک بات میں تم سے بیان کرتا ہوں جو کسی سے بیان نہیں کی' فرمایا جب میں روپوش تھا پولیس اور فوج میری

تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی' مجھے سخت پریشانی لاحق تھی اور اپنی حالت پر سوچتا تھا کہ اگر اس حالت میں گولی سے مارا جاتا ہوں تو یہ بزدلی کی موت ہے اور اگر گرفتاری کے لئے ظاہر ہوتا ہوں تو مرکز کے حکم کی خلاف ورزی ہے' یہ پریشانی تین دن تک رہی اور تیسرے دن مجھے کچھ نیند اور کچھ بیداری کی حالت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک نصیب ہوئی اور آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا:

''مولوی غلام غوث تم نے اللہ کے رسول ﷺ کی عزت کے لئے قربانی دی ہے' پریشان مت ہو کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔''

میری جب آنکھ کھلی تو طبیعت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور کامل اطمینان پیدا ہو گیا' بعد میں بہت سی تکالیف بھی آئیں لیکن قطعاً پریشانی نہیں ہوئی اور اس کے بعد ہی میں فوج اور پولیس کو جل دے کر نکل گیا اور ایسے اوقات بھی آئے کہ میرے پیچھے فوج اور پولیس والے نماز پڑھتے رہے لیکن پہچان نہ سکے یہ سب حفاظت قدرت الٰہی اور بشارت نبوی ﷺ کا نتیجہ تھا۔

آپ چونکہ بڑے ماہر حکیم بھی تھے اور اس فن میں اکسیر سازی اور کیمیا گری کی عادت انسان کو پڑھ جاتی ہے' ایک مرتبہ کسی اچھے اور نیک آدمی نے کیمیا کا نسخہ بتایا اور اس کی صحت کے لئے مفید ہونے کی سخت قسم کھائی مولانا نے اس کی بات کو مفید سمجھ کر چیزیں منگوائیں اور ترکیب کے مطابق بنانا شروع کیا رات کو اندھیرا اور گھر کی تنہائی ہے اور مولانا اپنے نسخہ کیمیا کی تیاری میں مصروف ہیں' اسی رات مولانا کی اہلیہ محترمہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک نصیب ہوتی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''مولوی غلام غوث کو میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ جس کام میں تم لگے ہوئے ہو بڑا خطرناک ہے ذرا احتیاط کرو۔''

جب آپ کی اہلیہ محترمہ کی آنکھ کھلی تو اہلیہ محترمہ نے حضرت مولانا کو آواز دی' جب آپ اندر تشریف لائے تو گھر میں ایسی خوشبو آ رہی تھی' جیسے کسی نے عطر وگلاب کی بوتلیں لا کر گرا دی ہوں' آپ نے اہلیہ سے فرمایا کہ یہ خوشبو کیسی ہے اور تم نے مجھے کیوں کام سے نکالا ہے؟ اہلیہ محترمہ نے کہا: میں نے ابھی ابھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کو میرا اسلام کہو اور یہ کہو کہ جس کام میں تم لگے ہوئے ہو بڑا خطرناک ہے ذرا احتیاط کرو۔ چنانچہ حضرت مولانا ہزارویؒ نے اسی وقت اس کام کو چھوڑ دیا اور فرمایا: جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے خطرناک قرار دیا ہو اس میں خیر نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن وہ سارا سامان لوگوں کو دے دیا۔ اہلیہ محترمہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی؟ فرمایا کہ ایک شخص نے قسم کھا کر اکسیر کا نسخہ بتایا تھا اور میں اسے بنانا چاہتا تھا' جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور میں نے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا ہزارویؒ کی حالت ناگفتہ بہ تھی کہ رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا' پہلا روزہ تو اسی طرح گھر بمیت رکھ دیا' صبح کو طبیعت پر بہت بوجھ تھا' فرمایا: کبھی خیال آیا کہ قرض لے لوں لیکن جس کا خیال کرتا طبیعت اس سے کچھ کہنے کو نہ چاہتی۔ غرض اس طرح دوسرا روزہ بھی گزر گیا' تیسرا دن نہایت سخت تھا اور حالات کا رخ مزید تختی کی طرف تھا کہ قطب زمان حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مولوی احمد علی! تم سوئے ہوئے ہو اور مولوی غلام غوث کے گھر میں فاقہ ہے جلد اس کی مدد کرو۔''

حضرت لاہوریؒ فوری طور سے اٹھے اور سو روپے دے کر آدمی کو روانہ کیا اور ساتھ ہی رقعہ لکھ کر دیا کہ اس کو واپس نہ کریں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے بعد میں اور رقم بھی بھیجی جائے گی۔ رمضان کے بعد جب حضرت لاہوریؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو خلوت میں آپ نے یہ سارا واقعہ ذکر فرمایا۔ حضرت مولانا ہزارویؒ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مولانا ہزارویؒ نے وفات سے قبل اپنے بھائی مولانا فقیر محمد خان سے فرمایا کہ میں نے پینتالیس روپے فلاں آدمی کا قرض دینے ہیں' آپ ادا کر دینا۔ ذرا اندازہ کیجئے وہ شخص جو صوبائی اور قومی اسمبلی کا ممبر رہا ہو' ساری زندگی فقر وفاقہ اور قناعت سے گزاری اگر جھکتا یا بکتا تو کروڑوں کی قیمت لگتی۔ صدر ایوب خان مرحوم نے کئی عہدوں کی پیشکش کی' مگر سب ٹھکرا دیئے' بالآخر جب دنیا سے سفر کرتا ہے تو پینتالیس روپے کا مقروض ہوتا ہے' وفات سے قبل اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ ۵۶ سال تم نے میرے ساتھ ہر طرح کے مصائب و تکالیف برداشت کیں' ہمدردی و خلوص سے میرا ساتھ دیا' میری کوتاہیاں معاف کر دینا' دیگر اہل خانہ کو بھی وصیت فرمائی اور ۴/فروری بدھ کے دن ۱۹۸۱ء کو ۸۵ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

☆☆..............☆☆

دین کی بنیاد

نقل صحیح پر ہے

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ

اسی بناء پر میں نے کہا تھا کہ دین کی بنیاد عقل پر نہیں ہے' بلکہ نقل روایت پر ہے دین ہوتا ہی نقلی' پس اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ راوی بھی بیچ میں سچے ہیں یا نہیں تو رسول سے بڑھ کر کون سچا کہ فرشتے معصوم اور اللہ صدق و سچائی کا مخزن اور منبع ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ کا نام امین بھی ہے تو امین سے روایت چلی' امین تک آئی اور آخر میں امین تک پہنچی' لہٰذا جب تین امینوں کے درمیان میں یعنی اللہ تعالیٰ اور جبرئیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل ہو کر آئے تو اس کی صحت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اسی لئے دین کی روایت مضبوط ہو گی اور بنیاد اس کی نقل پر ہو گی' عقل پر نہیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اب یہاں سوال صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ پھر عقل کیا کام کرے گی' بنیاد تو ٹھہری نقل پر اور دی گئی انسان کو عقل' تو عقل بالکل بے کار ہو گئی؟

اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ عقل میں دو درجے ہیں' ایک درجہ تو تقلید کا ہے اور ایک درجہ تحقیق کا' دنیا کے جس عقل مند کی بات ہو عقل مقلد نہیں ہے' کیونکہ اس میں بھی عقل ہے' ایک بات ارسطو نے کہی یا افلاطون نے یا ابن سینا نے تو ان کو ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے' کیونکہ ہمارے اندر بھی عقل ہے ممکن ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ ان کا کہا ہوا غلط ہے اور یہ صحیح ہے جو ہم ثابت کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فلسفے کے نظریات بدلتے رہتے ہیں' اگلا فلسفی پچھلے والے کو احمق بتاتا ہے کہ اس نے نہیں سمجھا' میں نے سمجھا ہے۔

فیثا غورث کا دعویٰ تھا کہ مثلاً سورج چکر کھاتا ہے اور زمین ساکن ہے اور بعد کے فلسفی یہ ثابت کرتے ہیں کہ زمین حرکت کرتی ہے' سورج ساکن ہے تو یا نہیں بے وقوف بتاتے ہیں تو اس طرح سے فلسفہ کے مختلف نظریات ہوتے ہیں' اس میں ضروری نہیں ہے کہ ایک فلسفی دوسرے فلسفی کا مقلد ہی ہو' اور وہ ماننے پر مجبور ہو لیکن نقل روایت اس میں امانت کی ضرورت ہے' اگر اس میں عقل دخل دے گی تو روایت میں فرق پڑ جائے گا تو وہاں عقل کو مقلد بننا پڑے گا' عقل کا کام اتنا ہے کہ نقل و روایت صحیح سے جو دین کی باتیں ثابت ہوں ان کو سمجھے اور سمجھنے کے بعد وحی کے دائرے کے اندر رہ کر اس کے اندر سے اجتہاد اور استنباط کرے اور لطائف نکالے اور علوم پیدا کرے مگر مراد ربانی اللہ کی طرف سے متعین ہو گی اور عقل اس مراد کے اندر رہ کر کاوش کرے گی' تو دین میں سینکڑوں فنون پیدا ہوں گے جو عقلی بھی ہوں گے اور نقلی بھی ہوں گے تو جب تک عقل نہ ہو اس وقت تک اجتہاد ہو ہی نہیں سکتا اجتہاد کو رکھا ہی گیا ہے کہ وہ عقل سے ہو مگر وحی کے دائرے میں محدود ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین بنانے کے لئے عقل نہیں ہے بلکہ بنے بنائے دین میں تفصیلات پیدا کرنے کے لئے ہے جیسا کہ قرآن کریم کے بارے میں احادیث میں فرمایا گیا ہے: "لا تنقضی عجائبہ" یعنی قیامت آ جائے گی مگر کلام پاک کے عجائبات علمی ختم نہ ہوں گے' تو علمی عجائبات عقل ہی کی وجہ سے نکلیں گے اس میں عقل اجتہاد کرے گی' اس سے علوم اور لطائف پیدا ہوں گے تو لہٰذا اسلام کے اندر عقل بے کار نہیں ہے' بلکہ زیادہ کارآمد ہے' اس لئے اسلام کوئی رسمی دین نہیں کہ چند بندھی جڑی رسمیں بتلا دی گئی ہوں اور انہیں اختیار کر کے آدمی مسلم بن جائے' جیسے دوسرے ادیان میں ہے کہ چند رسوم ادا کرنے سے آدمی اس دین کا پیرو سمجھا جاتا ہے۔

مثلاً عیسائی بناتے ہیں تو پہلے ماء معمودیہ چھڑکتے ہیں جو زرد رنگ کا پانی ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ "صار نصرانیا" یعنی اب نصرانی بن گیا' ایک خاص علامت ہے جس سے پہچان لیا جاتا ہے کہ اب یہ دین نصرانیت میں داخل ہو گیا۔

اسی طرح ہندو ہے' اس نے جنیو ڈال لیا اور قشقہ لگایا اور کچھ کلمات کہہ دیئے تو اب کہیں گے کہ یہ ہندو دھرم میں داخل ہو گیا یا سکھ ہیں مثلاً ہاتھ میں کڑا پہن لیا' سر میں کنگھا لگا لیا کمر میں کرپان لگا لیا تین کاف جمع کر لئے تو معلوم ہوا کہ سکھ بن گیا' یہ چند رسمیں ہیں جن کے ادا کرنے سے آدمی اس دین کے اندر داخل شدہ سمجھا جاتا ہے مگر اسلام کے اندر یہ نہیں کہ کچھ پانی چھڑکو یا آگ جلاؤ تو مسلمان ہو جاؤ گے یہ سب رسمیات ہیں

بلکہ اسلام میں کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور دل میں توحید و رسالت کی عظمت پیدا کی جاتی ہے۔

جب توحید کی عظمت دل میں بیٹھ گئی اور نبوت کی عظمت دل میں جاگزین ہو گئی تو اب وہ مسلم بن گیا' حقائق سمجھنے سے انسان مسلم بنتا ہے' رسوم ادا کرنے سے نہیں بنتا' اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: "میں اور میرے ماننے والے بصیرت کے اوپر ہیں سوچ سمجھ کر دلائل سے دین قبول کرتے ہیں۔"

یہ رسمیات نہیں ہے کہ بے سوچے سمجھے جو کہہ دیا ان کو مان لو ورنہ دین سے خارج ہو جاؤ گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں فرمایا گیا: "والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا"

جب ان کے سامنے آیت پڑھی جاتی ہے تو وہ اندھوں اور بہروں کی طرح نہیں کرتے بلکہ سوچ سمجھ کر اور بصیرت کے ساتھ کرتے ہیں اور دلائل سے اسے سمجھتے ہیں قرآن کریم میں جتنے احکام ہیں وہ مدلل ہیں' اس میں دلائل اور مسائل سب جمع کر دیئے گئے ہیں' یہ علمی معجزہ ہے' دلائل کا سمجھنا یہ عقل کا کام ہے ان کو سمجھ کر عقل دین کے حقائق کو سمجھے گی' پھر انہیں حقائق میں سے اجتہاد اور استنباط چلے گا تو دین پھیل کر ایک گلدستہ بن جائے گا کہ اصول میں سے فروع نکال لئے اور بہت سے فروع جمع کر کے اصول بنا لئے' یہ عقل ہی کا کام ہے کہ اسے بنے بنائے دین کو جو آسمان سے اترا ہے' اس میں کاوش کر کے اس کی تفصیلات کو کھول دیا' اس لئے عقل بے کار نہیں بلکہ ضروری ہے اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو بدعقلوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا وہ جب سمجھ میں آئے گا تو عقلمندوں ہی کی سمجھ میں آئے گا' اس لئے کہ اس میں دلائل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میدان حشر میں دو آدمی آئیں گے اور ان دونوں نے ایک ہی درجہ کا عمل کیا ہوگا' دونوں نے اتنی ہی دیر کی ہوگی اور اتنی ہی ہمت اور قوت سے کیا ہوگا لیکن ثمرات میں فرق ہوگا' ایک کو اعلیٰ مقام ملے گا اور ایک کو ادنیٰ مقام' تو یہ فرق کیوں پیدا ہوا جب دونوں نے ایک ہی عمل کیا تو ثمرات میں فرق کیوں ہوگا اس کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنا عقل ہے' ایک وہ ہے کہ جس نے بصیرت کے ساتھ سوچ سمجھ کر عمل کیا اور ایک وہ ہے کہ سنا اور تقلیدی عمل کر لیا' اس کے عمل کے اندر سوچ سمجھ اور بصیرت کچھ نہیں تھی تو عقل کی بنا پر درجات میں تفاوت پیدا ہوتا ہے۔

ایک خادم تو وہ ہے کہ جس کام پر لگا دیا وہ مشین کی طرح لگا ہوا ہے اور ایک وہ ہے کہ آقا کے مزاج کو پہچان کر مناسب وقت پر کام کرتا ہے' جس سے آقا کے دل میں فرحت پیدا ہو جاتی ہے' لہٰذا اس کا مقام اعلیٰ ہوگا بہ نسبت اس خادم کے حالانکہ مطیع دونوں ہی ہیں' مگر ایک بے بصیرت ہے اور ایک بابصیرت ہے تو عقل سے جب سوچ سمجھ کر اور دین کے حقائق کو جان کر اور اسرار پر مطلع ہو کر عمل کرے گا تو ایک شخص کا ایک عمل دوسرے کے ہزاروں اعمال کے برابر ہوگا کیونکہ اس میں بصیرت و معرفت اور اخلاص کامل ہے' دوسرے کا وہی عمل اس مقام تک نہیں پہنچا سکے گا' اس لئے عقل بے کار نہیں بلکہ کارآمد ہے' البتہ فرق اتنا ہے کہ اسلام کے اندر عقل مخدوم ہے اور فلاسفہ کے یہاں عقل خدا کا درجہ رکھتی ہے جو عقل کہہ دے وہ ماننے پر مجبور ہیں' ایک امر واقعہ ہے کوئی چیستان نہیں ہے' چنانچہ فلاسفہ قدیم نے دس عقلیں مان رکھی ہیں' ایک عقل فعال ہے وہ خالق ہے جس نے پیدا کیا فلک اول کو اور عقل ثانی کو اور عقل ثانی خود خالق ہے' اس نے پیدا کیا فلک ثانی کو اور عقل ثالث کو تو درجہ بدرجہ عقلیں عقلوں کو پیدا کرتی گئیں تو وہ علویات اور سفلیات میں عقل کو خالق مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب خالق مانا تو پیروی کیوں نہیں کریں گے جتنے فلاسفہ اور بندگان عقل ہیں' ان کے یہاں عقل مثل معبود کے ہے' لیکن اسلام میں عقل خادم کے درجہ میں ہے معبود حقیقی ذات بابرکات حق تعالیٰ ہے' ان کی طرف سے جو پیام پہنچے گا ہم اس پر عمل کریں گے اور عقل سے اس کو سمجھیں گے اور بصیرت پیدا کریں گے' اس لئے دین مجموعہ ہے عقل اور نقل دونوں کا مگر نقل اصل ہے' عقل خادم ہے اور فلاسفہ کے یہاں عقل اصل ہے اور نقل ہے ہی نہیں۔

بس عقل ہی عقل پر مدار ہے' اسی لئے وہ ٹھوکریں کھاتے ہیں لیکن انبیاء کا رشتہ چونکہ اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوا ہے وہ ہر حقیقت کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں' اس لئے انبیاء علیہم السلام میں نہ کوئی شبہ ہے نہ شک' بلکہ قوت یقین ہے' یہ ہے بنیاد جس کی وجہ سے میں نے عرض کیا تھا سائل کے جواب میں کہ دین کی بنیاد درحقیقت نقل پر ہے عقل پر نہیں' مگر اسلام میں عقل بے کار بھی نہیں' کیونکہ دین کی تفصیلات میں اس کے ذریعہ سے بہت مدد ملتی رہتی ہے' اگر عقل نہ ہو تو دین کو سمجھنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ ☆☆.....☆☆

اللہ کے راستے کی تکالیف

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا' اور اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا اور ایک مرتبہ تیس دن رات مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز نہ تھی' جس کو کوئی جاندار کھا سکے' بجز اس کے جو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھا تھا۔" (ترمذی)

اسلامی اخلاق و کردار

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

میں اپنے اس مضمون کا آغاز اس شعر سے کرتا ہوں:

مکتب عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

میں سمجھتا ہوں کہ یہ شعر دبستان محبت ہی سے متعلق نہیں' بلکہ مذہب و ادیان' اقوام وملل' اصلاحی تحریکات' اخلاقی فلسفوں' آزادی کی جدوجہد اور تعمیر انسانیت کی تمام کوششوں کی تاریخ بلکہ تقدیر کا فیصلہ اور ایک حقیقت ہے کہ جس کو سبق یاد ہو گیا' دوسروں کے مقابلہ میں اس پر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہو گئیں۔

امت اسلامیہ اور سابقہ امتوں کا حقیقت پسندانہ اور بے لاگ جائزہ لیجئے اور ان کا منصب و مقام معلوم کیجئے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ جن امتوں اور ملتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے وقت پر اپنے پیغام کا حامل بنا کر اس دنیا میں مامور فرمایا' ان کو دو رشتوں یا دو رابطوں (اور عام فہم اردو زبان میں) دو مضبوط دھاگوں سے باندھ دیا' ایک وہ دھاگہ ہے جو ان کو آسمانی تعلیمات سے باندھتا اور ان کا رشتہ قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ساتھ عبودیت (بندگی) اور اطاعت (فرمانبرداری) کا رشتہ' اس سے زندگی گزارنے کے لئے تعلیمات و ہدایات حاصل کرنے کا رشتہ' دعا و استمداد کا رشتہ اور اس کو خالق کل و مالک مطلق سمجھنے کا رشتہ۔

دوسرا رشتہ یا دھاگہ وہ ہے جو اس امت کو بقیہ انسانی آبادی سے مربوط و منسلک کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس امت (اسلامیہ) کے لئے "اخراج" کا لفظ استعمال کیا ہے' جو ایک طرح سے بعثت کے مفہوم کے قریب تر ہے' لیکن وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے' یہ نیابت انبیاء' اتمام حجت' وسیع دعوتی پیمانہ پر دعوت اور مخلوق کا خالق کے ساتھ ربط قائم کرنے کا کار عظیم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سپرد کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے' تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔" (آل عمران)

حدیث شریف میں صاف لفظوں میں ایک جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے "بعثت" کا لفظ استعمال فرمایا ہے' ارشاد ہے:

"تم آسانی پیدا کرنے کے لئے مقرر و مبعوث کئے گئے ہو دشواری پیدا کرنے کے لئے نہیں۔" (ترمذی)

جب ایران کے سپہ سالار افواج رستم نے مسلمانوں کے معتمد سفیر حضرت عامر بن ربعی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: تمہیں کون سا مقصد یہاں لایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر ہم اپنی مرضی سے آتے تو کبھی کے آ چکے ہوتے' ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے بھیجا ہے کہ (جس کے لئے اس کی مرضی ہو) ہم ان کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لائیں' دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی بے کراں وسعتوں سے آشنا کریں' تحریف شدہ مذاہب عالم کی ناانصافیوں سے نجات دے کر اسلام کے نظام عدل سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔ (البدایہ والنہایہ)

"دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت کی طرف" حضرت عامر بن ربعی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا۔ اگر وہ ایسا کہتے تو تعجب کی بات نہ ہوتی' اس لئے کہ اسلام کی ابتدائی تعلیمات میں یہ ہے کہ جو آخرت کی مساحت مکانی و مساحت زمانی' دونوں کی نعمتوں' لذتوں' عزتوں اور آزادی میں کوئی تناسب نہیں' لیکن انہوں نے ایسی بات کہی جس سے ایران کے قائد افواج (جو سلطنت کی دوسرے نمبر کی شخصیت تھی) کے دماغ پر چوٹ لگے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جائے: "ہم تم کو دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اس کی وسعتوں میں لے جانے کے لئے آئے ہیں' اس لئے کہ تم حقیقت میں ایک قفس زریں کے اسیر ہو' تم ایک ایسے بلبل ہو جس کو سونے کے پنجرے میں رکھ دیا گیا ہے اور جس کو راحت کی شکل میں دانا پانی دیا جاتا ہے' ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم کو ان تنگیوں سے نکال کر لامحدود فضاؤں اور حقیقی آزادیوں سے آشنا کریں اور

مذاہب کی ناانصافیوں سے نکال کر اسلامی عدل و انصاف سے تم کو متعارف و مستفید ہونے کا موقع دیں' ہم اپنے حال پر ترس کھا کر جزیرۃ العرب سے نہیں نکلے کہ باہر کی دنیا جو مزے لوٹ رہی ہے ہم بھی اس میں اپنا حصہ لگائیں' ہم تمہارے حال پر ترس کھا کر نکلے ہیں کہ تم کو اس پنجرہ سے تعیشات و عادات کی غلامی سے' خود ساختہ پابندیوں کے جال اور خدم و حشم کی محتاجی سے نکال کر خدائے واحد کی معرفت و طلب کے بے حدود و فضائے عالم میں پہنچائیں اور حقیقی آزادی سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کریں۔

دنیا کی وہ ساری قومیں اور ملتیں جن کو دنیا کا محتسب بنایا گیا تھا' جن کے ذمہ نسل انسانی کی فلاح و صلاح کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی اور جن مذہبی پیشواؤں اور عالموں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ قافلہ انسانی کو منزل سے ہٹنے اور بھٹکنے نہ دیں' ان سب کا رشتہ آسمانی تعلیمات سے تقریباً ٹوٹ چکا ہے اور برائے نام رشتہ ہے بھی تو وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں محاذ آرائی کے لئے ہے' ایسے موقع پر وہ قومیں مذہب کا نام استعمال کرتی ہیں' لیکن واقعہ یہ ہے کہ آسمانی مذہب کی گرفت ڈھیلی ہی نہیں پڑی بلکہ چھوٹ چکی ہے' ان قوموں کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ ان مذاہب کے ذریعہ ان کی مرغوبات کو نہ چھڑایئے' آپ ان مذاہب کو ان کے امتحان کا ذریعہ نہ بنایئے' آپ ان مذاہب کو اپنے طریق زندگی کو بدلنے' اپنے تہذیب و تمدن کو تبدیل کرنے اور مرغوبات چھڑانے کی دعوت نہ دیجئے' اس وقت تک وہ قومیں اپنے اپنے مذہب کی پیرو ہیں' لیکن اگر آپ ان کو ان کے مرغوبات اور منافع سے دستبردار ہونے کے لئے ان کو مذہب کی دہائی دیں گے اور مذہب کا نام لیں گے تو وہ مذہب سے قریب ہونے کے بجائے اور دور ہو جائیں گی بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ مذہب سے باغی ہو جائیں' مذہب کی گرفت ان انسانوں کے دل و دماغ سے چھوٹ ہی نہیں ٹوٹ چکی ہے۔

اب صرف ایک امت باقی ہے' جس کا رشتہ کسی نہ کسی طرح حق کے ساتھ قائم اور آسمانی کتاب سے باقی ہے۔ حلال و حرام کے درمیان فرق کا اس کو احساس و اقرار ہے' ایمان بالآخرت اس میں کسی نہ کسی درجہ میں موجود ہے' اس کو آج بھی جہنم کے نام سے ڈرایا جاسکتا ہے۔ آخرت' جنت اور جہنم کا نام لے کر قدیم مذاہب میں سے کسی کو متحرک کر کے دیکھ لیجئے' آپ اس کو متاثر کیا متوجہ بھی نہیں کر سکتے' آپ اگر ان کے سامنے جنت کی تمام نعمتوں اور لذتوں کو کھول کر بیان کر دیجئے تو آپ ان کے چہرہ اور پیشانی پر خوشی و مسرت کی ہلکی سے ہلکی لکیر یا سایہ بھی نہیں دیکھیں گے' اگر آپ ان کے سامنے جہنم اور عذاب کی دھمکیوں کا ذکر کریں تو ان کے چہرہ پر ایک شکن بھی نمودار نہیں ہوگی' آنکھوں میں آنسو کا قطرہ تو بڑی چیز ہے پسینہ کا ایک قطرہ بھی ان کے بدن پر دکھائی نہ دے گا۔

دوسری طرف یہ حقیقت ہے کہ دوسری قوموں کا رشتہ آسمانی تعلیمات کے علاوہ نسل انسانی اور دنیا کے حال و مستقبل سے بھی ٹوٹ چکا ہے' صرف سیاسی و معاشی فوائد ہی ان کی زندگی میں اہمیت و معنویت رکھتے ہیں اور وہی ان کو ان سے مربوط رکھے ہوئے ہیں' صرف اقتدار اور سیاسی قوت و مرکزیت یا معاشی فراغت و رفاہیت ہی ان کی زندگی کے لغت میں ایک بامعنی لفظ اور ایک بامفہوم حقیقت ہے' ان کو اس سے کوئی مطلب نہیں کہ نسل انسانی کس طرف جارہی ہے' دوزخ کی طرف جارہی ہے یا جنت کی طرف؟ وہ خود پرستی و خود فراموشی' خودکشی و خودسوزی' انسان کشی و آدم خوری کی طرف جارہی ہے یا انسان دوستی' امن پروری اور خیر سگالی کی طرف؟ ''ہدایت'' و ''ضلالت'' کے الفاظ جن کو آسمانی صحیفوں اور مذاہب نے فیصلہ کن حقیقتوں کی طرح استعمال کیا ہے اور ان پر اپنی تعلیمات اور وعدوں کی بنیاد رکھی ہے' ان قوموں کے لئے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں۔

آج ان قوموں کا حال یہ ہے کہ آپ دنیا کی خدا فراموشی کا حوالہ دے کر بلکہ خدا سے بغاوت کا حوالہ دے کر اور اس کی مثالیں اور اس کے دلخراش اور لرزہ خیز مناظر دکھا کر متاثر نہیں کر سکتے' آپ یورپ جایئے اور ان سے کہئے کہ وہسکی اور بیئر کی قیمت بڑھ گئی ہے بلکہ نیند کی فلاں دوا کی قیمت بڑھ گئی ہے' تو یقین مانئے کہ ان کے نزدیک اس کی کہیں زیادہ اہمیت ہے بہ نسبت اس بات کے کہ آپ ان سے کہیں کہ آپ کے ملک میں فسق و فجور بہت پھیل گیا ہے' لوگ خدا کو بھولتے جارہے ہیں' فحش اور جائز و ناجائز طریقہ پر لذت اندوزی اور مطلب براری عام ہو رہی ہے' ان پر ان باتوں کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔

آج یورپ کا حال یہ ہے کہ خدا کو ناراض کرنے والے عمل' خدا کے عذاب الٰہی نازل کرنے والے عمل کی کوئی اہمیت نہیں' درآمد و برآمد کی رفتار و کیفیت اور اس کی ترقی و تنزلی سے امریکا' روس' برطانیہ' جرمنی' فرانس کو دلچسپی ہے۔ ملک کی آمدنی میں اضافہ و کمی سے ان پر اثر ہوتا ہے' لیکن اگر آپ ان سے کہیں کہ گناہ بڑھ رہے ہیں' ظلم و جارحیت میں اضافہ ہو رہا ہے' تو یہ بات ان کے لئے بالکل ناقابل التفات ہے' اگر آپ ان سے کہیں: اے علم و ادب اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ دار! اے شاعر و ادیبو! اے یورپ کے اہل قلم! بڑے ڈرنے کا مقام ہے کہ دنیا ہلاکت و بربادی کی طرف جارہی ہے' دنیا میں ظلم و ستم عام ہو رہا ہے' سود کا جال پھیلتا جارہا ہے' دنیا محض

تجارت کی ایک منڈی بن گئی ہے' جس میں صرف خریدار و گاہک کا وجود ہے تو اسکی ہزار درجہ میں بھی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

اب صرف ایک امت رہ گئی ہے جس کے نزدیک خالق و مخلوق اور ان کے باہمی ربط کے معنی باقی ہیں اور ساری زندگی (عقائد و اعمال' باہمی تعلقات و اخلاقیات اور اقتصادیات و سیاست میں) اسکے تابع ہے۔ علامہ اقبال نے ابلیس کے حوالہ سے ایک بہت بڑی عالمی حقیقت کا اظہار کیا ہے جو اس نے ابلیسی مجلس شوریٰ کی صدارت کرتے ہوئے اپنے مشیروں سے کہی تھی' اس نے اس امت کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے کہا:

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

احتساب کائنات کا فریضہ اس امت کے ذمہ کیا گیا ہے' دنیا کس طرف جارہی ہے' کیا رجحانات کام کررہے ہیں؟ اسکی فکر اس امت کو ہونی چاہئے' یہ دین ان اصولوں اور تعلیمات پر مبنی ہے اور اس شریعت پر مشتمل ہے جو ابلیسی نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور سد "سکندری" ہے۔

ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے اور ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہوا' ہم نے اس سے پہلے آزادی ملک کے لئے سرفروشانہ و مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے' اب ہمیں اس ملک میں مصلحانہ و مفکرانہ ذمہ داریوں کو ادا کرنا چاہئے۔ ہم خدا کے یہاں مسئول ہیں' میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اگر ہم بھی دنیا کی موجودہ قوموں کی طرح زندگی گزارتے رہے اور کھانے پینے اور معاشی و سیاسی مفادات اور صرف اپنے اور اپنے خاندانوں کی پرورش میں منہمک رہے تو یاد رکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا دست مبارک ہوگا اور ہمارا گریبان' ہم سے دریافت کیا جائے گا کہ تمہاری موجودگی میں ملک میں کیوں خون خرابہ ہورہا تھا' کیوں شراب خانے عام ہورہے تھے' دنیا میں انسانی حقوق غصب کئے جارہے تھے' قوموں کو غلام بنایا جارہا تھا' انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی کوئی قیمت نہیں تھی' تمہارے ہوتے ہوئے خدا کے احکام سے کھلی ہوئی سرتابی کیسے کی جارہی تھی' تمہاری موجودگی میں بہیمانہ و حیوانی تمدن کیسے فروغ پارہا تھا اور پھل پھول رہا تھا اور خدا فراموشی سکھا رہا تھا' تمہاری موجودگی میں یہ فحش ادب کیسے گھر گھر پھیل رہا تھا اور بے حیائی کی کھلی ہوئی تلقین کررہا تھا؟

میں صاف کہتا ہوں کہ آپ اپنی ساری کمزوریوں اور مشکلات و مسائل کے ساتھ اس ملک کو تباہی سے بچانے کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں دنیا کے فلاسفرز' دانشوروں' نکتہ آفریں و سحر انگیز ادیبوں اور اہل قلم کا میں احترام کرتا ہوں کہ میں خود علمی دنیا کا آدمی ہوں لیکن اس احترام کے باوجود میں کہتا ہوں کہ یہ سب قابل احترام عناصر گروہ و اشخاص' اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور کسی کو ملک و معاشرہ کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری شب میں اپنے مالک و خالق سے جو باتیں کرتے تھے اور جن حقیقتوں کی گواہی دیتے اور اقرار فرماتے تھے' ان میں ایک جملہ یہ بھی سنا گیا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں" آپ تمام مخلوق میں تنہا اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ سارے انسان خدا کی مخلوق' سب خدا کے بندے اور ایک ہی انسانی کنبہ ہیں پھر اس ملک کو ڈوبنے سے بچانے کی ذمہ داری سب سے زیادہ کس کے سر ہے؟ یہ خدا کی نعمت کی ناشکری ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے ملک پر کسی شکل میں عذاب آئے' زن سوزی' خودسوزی کی شکل میں عذاب آئے اور انسان کو مارنے اور پیسے کی حد سے بڑھی ہوئی محبت کی شکل میں عذاب آئے' سب کو یقین ہے کہ پیسے سے ہر کام کرایا جاسکتا ہے' آج ہمارا کیا حال ہوگیا ہے؟ دفاتر میں' بسوں میں' ٹرینوں میں' بے تکلف مجلسوں میں' ہر جگہ روز مرہ حقیقت کے طور پر بے تکلف کہا جاتا ہے کہ پیسہ میں سب کچھ قوت ہے' اس سے ہر صحیح و غلط کام کرایا جاسکتا ہے۔

کیا امت مسلمہ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ بتائے کہ نہیں ایک ہستی ایسی بھی ہے جس کو ساری سلطنتیں مل کر بھی خرید نہیں سکتیں اور واقعی ایسا ہوا ہے' اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حکمران عباسی خلیفہ منصور کے پاس ابن طاؤس رحمہ اللہ بیٹھے ہوئے تھے' دوات ان کے پاس رکھی ہوئی تھی ان سے خلیفہ نے کہا ذرا دوات اٹھا دیجئے! ابن طاؤسؒ نے اٹھانے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ مجھے اس بات کا اطمینان نہیں کہ آپ اس سے کیا لکھیں؟ اس لئے اس خطرناک اور مہم کام میں آپ کا مددگار نہیں بن سکتا۔

آج صحافت نے سلطان جائر کی حیثیت اختیار کرلی ہے' آج سیاست کے میدان نے' الیکشن کے طریق کار نے' جمہوریت نے' سلطان جائر کی حیثیت اختیار کرلی ہے' ان کے سامنے کلمہ حق کہنے والے کتنے ہیں؟ آپ یاد رکھئے' طرز عمل کا بڑا اثر ہوتا ہے' سارا انڈونیشیا اور ملیشیا مسلمان تاجروں اور بے لوث داعیان دین کے خلوص و کردار اور طرز عمل سے مسلمان ہوگیا' انہوں نے ایک نیا تجربہ کیا کہ مسلمان تاجر دیانت دار ہوتا ہے کوئی شخص اس کی دکان سے سامان خرید کرلے گیا' وہ تاجر خریدار کو ڈھونڈتا اور تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ میرے فلاں سامان میں فلاں خرابی تھی وہ سامان واپس کرکے اپنی قیمت لے

لیجئے تاریخ بتاتی ہے کہ ایک بھی مسلمان سپاہی وہاں نہیں گیا' سپاہیوں اور فوجی خدمت کرنے والوں کا حال یہ تھا' جن کے متعلق حالی کا یہ کہنا برمحل ہوگا:

"سزاوار ہے ان کو جو نا سزا ہے"

جب ایران کا عظیم الشان ملک فتح ہو رہا تھا اور وہاں کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے تھے تو ایک غریب مسلمان کے ہاتھ شہنشاہ کسریٰ کا تاج لگ گیا' جس کی قیمت اس وقت لاکھوں روپے تھے' آج کے حساب سے تو کئی ارب روپے اس کی قیمت لگے گی' وہ مسلمان سپاہی جس نے شاید صبح کا ناشتہ بھی نہ کیا ہوگا' اس کو اپنے دامن میں چھپا کر قائد لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور ان کے سپرد کر دیا' ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں جو لاکھوں کی مالیت کو ہاتھ نہیں لگاتے' اگر یہ چھپا کر گھر لے جاتا تو کون پوچھتا اور کس کو معلوم ہوتا؟ امیر لشکر نے نام پوچھا تو اس نے کہا:

"میں نے جس کے لئے یہ کام کیا' وہ میرا نام جانتا ہے"

اور سلام کر کے رخصت ہوا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی بھی بھیجا جاتا ہے کہ وہ کس قبیلہ کے خیمہ میں جاتا ہے' تب جا کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کون ہے اور کس قبیلہ کا آدمی تھا' اگر دفاتر میں ہیں تو' کارخانوں میں ہیں تو' بازاروں میں ہیں تو آپ اپنا امتیاز ثابت کیجئے!!!

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے
ڈرتے رہو گے تو وہ تمہیں ایک فیصلہ کی چیز
دیدے گا اور تمہارے گناہ دور کر دے
گا۔" (الانفال)

تم اگر اللہ سے شرم و لحاظ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک امتیازی شان عطا فرمائے گا جو آگے آگے چلے گا اور بتائے گا کہ یہ مسلمان جا رہا ہے' انگلیاں اٹھیں گی کہ یہ مسلمان جا رہا ہے' آج برملا یہ کیوں نہیں کہا جا رہا ہے کہ انصاف دوستی' انصاف پسندی اور ہمدردی دیکھنا ہو تو کسی مسلمان کو دیکھو' وہ غریبوں کی مدد کر رہا ہے' یتیموں کو سہارا دے رہا ہے' بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کر رہا ہے' راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر رہا ہے' چاہئے تو یہ تھا کہ آپ کے تصور کے ساتھ اخلاقی بلندی کا تصور آئے' حب الوطنی اور انسان دوستی کا تصور آئے اور آپ کے ہوتے ہوئے وہ کشتی جس پر آپ خود سوار ہیں اور ملک ہی نہیں آپ کا صدیوں کا تہذیبی' علمی' ثقافتی' دعوتی اور تاریخی بیش قیمت سرمایہ ہے جس پر بہترین ذہانتیں' انسانی توانائیاں اور خلوص و صداقت اور اخلاق و روحانیت کا جو ہر صرف ہوا ہے' رکھا ہوا ہے' وہ ڈوبنے نہ پائے۔

یہی نہیں کہ اس عہد میں اور خدا کی وسیع دنیا میں اور دور و قریب ممالک میں (جہاں آپ کے دینی بھائی کسی تعداد میں رہتے ہیں یا آپ وہاں اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں) بھی خدا پرستی' انسان دوستی' ہدایت خلق اور دعوت الی اللہ کی آواز بلند ہوتی رہے اور دنیا اس ازلی و ابدی سبق کو جس کو اس کے پیغمبر اپنے اپنے وقت میں اور آخر میں پیغمبر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے لے کر آئے اور ان کی امت کے داعی اور ان کے نائب اپنی اپنی طاقت کے مطابق پہنچاتے رہے یکسر فراموش نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنا دیا
ایک امت عادل تاکہ تم گواہ رہو لوگوں پر
اور رسول گواہ رہیں تم پر۔" (البقرہ)

یہ ہے امت مسلمہ کی دوہری ذمہ داری' جس کو ادا کرنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا' اس کا دینی' انسانی اور اخلاقی فرض ہے اور جس کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔

☆☆.........☆☆

اخلاص میں نور ہوتا ہے

مرحوم مولانا خدا بخش

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ہاں ایک مہمان پنجاب سے حاضر ہوئے۔ ان کا حضرت والاؒ سے بیعت کا تعلق تھا' بعد مصافحہ کرنے کے عرض کیا کہ کچھ پکی ہوئی مچھلی اور روغنی روٹی بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت والاؒ نے دیکھ کر فرمایا: اس قدر زائد لانے کی کیا ضرورت تھی' تھوڑی لے آتے۔ عرض کیا کہ حضرتؒ یہ تو تھوڑی ہی ہے' بطور مزاح فرمایا کہ اب یہ اعتراض ہے کہ تھوڑا کیوں لائے' زائد کیوں نہیں لائے' یہاں تو تو دونوں شقوں پر اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت والاؒ نے فرمایا کہ ایسے ہدایا میں سے ضرور کھانا چاہئے' اس میں ایک نور ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کا معمول تھا کہ ایسی چیز میں سے ضرور کچھ تھوڑا بہت کھا لیتے تھے' حضرتؒ کا رنگ تو عجیب تھا' یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ حضرت لذائذ سے بچے ہوئے ہیں۔ آپ کھاتے تھے اور بہت قلیل' یہ بہت مشکل بات ہے کہ کھائے اور کم کھائے' اس سے یہ آسانی ہے کہ بالکل نہ کھائے مگر حضرتؒ کا یہ معمول تھا کہ کیسی ہی کوئی چیز آ گئی مثلاً انگور وغیرہ' بس ایک دانہ اٹھا کر تناول فرمایا اور باقی کو تقسیم کرا دیا۔ یہ بہت ہی دقیق زہد تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ ایسی چیزوں کی نسبت یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز حب فی اللہ کی وجہ سے آئے اسے ضرور کھائے' اس میں نور ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک بزرگ دوسرے بزرگ کی ملاقات کو چلے' راستہ میں خیال آیا کہ بزرگ کی خدمت میں جا رہا ہوں کچھ ہونا ضرور چاہئے' پاس کچھ نہ تھا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ درختوں کی پتلی پتلی کچھ شاخیں خشک ہو کر نیچے زمین پر خود بخود گر جاتی ہیں' ان بزرگ نے خیال کیا کہ یہی لے چلو۔ حضرتؒ کے یہاں ایک وقت کی روٹی ہی پک جائے گی' لکڑیاں جمع کیں اور سر پر رکھ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرتؒ یہ کچھ لکڑیاں لایا ہوں' فرمایا: بہت اچھا' اب ان بزرگ کی قدردانی کو ملاحظہ فرمایئے: خادم کو بلایا اور فرمایا کہ لکڑیاں لے کر حفاظت سے رکھو اور جب ہم مر جائیں ان لکڑیوں سے ہمارے غسل کا پانی گرم کیا جائے۔ اس کی وجہ سے ہمیں امید اپنی نجات کی ہے' ان کی برکت سے انشاء اللہ ہماری بخشش ہو جائے گی۔ (ملفوظات ص:۲۱۴' ج: اول)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی

تاریخ کے آئینہ میں

قاری عبدالوحید قاسمی

روزنامہ ”جناح“ اسلام آباد ۲/ستمبر۲۰۰۵ء کی اشاعت میں محمد عاصم بٹ صاحب نے ایک مضمون بنام ”ڈاکٹر عبدالسلام“ تحریر کیا‘ جس میں بٹ صاحب نے ڈاکٹر عبدالسلام کی ذہانت اور ان کی تعلیمی قابلیت اور خدمات کا ذکر کیا اور لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک دیانتدار اور محب وطن تھے‘ مگر یہ ان کے خیالات صرف خیالات ہی ہیں‘ حقائق سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے‘ میں ڈاکٹر عبدالسلام کی ذہانت اور دیانتداری اور محب وطن ہونے کا پول کھولتا ہوں تاکہ روزنامہ جناح کے قارئین ریکارڈ درست کرلیں اور تاریخی حقائق کیا ہیں؟ ان کو مدنظر رکھیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام ایک متعصب قادیانی مبلغ تھے‘ اس کی اسلام اور پاکستان دشمنی ایک کھلی کتاب ہے‘ اس سلسلہ میں اتنا مواد موجود ہے کہ ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے‘ ان کی ذہانت ملاحظہ فرمائیں:

ڈاکٹر عبدالسلام جب گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھاتے تھے تو تمام طلباء نے پرنسپل سے شکایت کی کہ انہیں پڑھانا نہیں آتا اور نہ ہی وہ پڑھائی میں دلچسپی لیتے ہیں‘ اس لئے ان کے لئے نئے استاد کا بندوبست کیا جائے تاکہ ہمارا تعلیمی سال ضائع نہ ہو‘ یہی وجہ ہوئی کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی سالانہ رپورٹ پر پرنسپل نے مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے اور یہ تحریر آج بھی کالج کے ریکارڈ پر موجود ہے جو ملاحظہ کی جاسکتی ہے:

پرنسپل ریمارکس Confidential:

Dr. Abdul salam is not fit for Govt College Lahore, He may be researcher but he is not a good collegeman.

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام شرمندہ ہوکر کالج چھوڑ کر چلے گئے تھے‘ جنہیں ہمارے نام نہاد دانشور یہ کہتے ہیں کہ وہ پاکستان میں سائنس کے تاریک مستقبل کی بنا پر مایوس ہوکر برطانیہ چلے گئے تھے جو سراسر جھوٹ ہے‘ یہ تھی ان کی ذہانت۔

دوسرا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۹۵۱ء کی چھٹیوں میں مشہور سائنس دان پروفیسر پاولی ٹاٹا انسٹیٹیوٹ بمبئی (بھارت) کی دعوت پر ہندوستان آئے‘ یہ بھی نوبل انعام یافتہ تھے۔ ہندوستان کے ڈاکٹر بھابھا نے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت دی اور وہ بغیر اجازت حکومت و کالج کے ہندوستان چلے گئے‘ واپسی پر کالج انتظامیہ نے وضاحت طلب کی‘ آخرکار ظفر اللہ خان کی سفارش پر اس دورے کو قانونی قرار دیکر معاملہ رفع دفع کردیا گیا‘ اور یہ بھی ریکارڈ پر ہے کہ یہ ٹاٹا انسٹیٹیوٹ اور انڈین نیشنل اکیڈمی نئی دہلی اور دوسری درسگاہوں کے باقاعدہ رکن تھے اور بعض یونیورسٹیوں نے ان کو اعزازی ڈگریاں بھی دی اور کلکتہ یونیورسٹی نے سردیو پرشاد گولڈ میڈل بھی دیا۔ (ڈاکٹر عبدالسلام شخصیات اور کارنامے صفحہ ۲۳۶ از احمد سلیم)

بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے‘ ابھی تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا‘ کیا ملک کی درسگاہوں کا رکن ہونا کیا کوئی محب وطن ایسا کرسکتا ہے؟ یہ رکن اور اعزاز اس لئے دیئے گئے کہ پاکستان کے حساس رازوں کو وہاں پہنچایا جاتا تھا۔

اسی طرح اسرائیل کے خفیہ دورے بھی کرتا تھا‘ اس لئے کہ مرزا مبارک کی کتاب آور فارن مشن صفحہ ۷۹‘ ۱۹۶۵ء میں راوی نے لکھا ہے کہ احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے‘ ایک مسجد ہے‘ ایک مشن ہاؤس ہے‘ ایک لائبریری ہے‘ ایک بکڈپو ایک اسکول ہے‘ البشریٰ عربی رسالہ بھی شائع ہوتا ہے جو ۳۰ ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔

اسرائیل اور بھارت دونوں ممالک اسلام اور پاکستان کے ازلی دشمن ہیں اور ڈاکٹر عبدالسلام کی ان دونوں کے ساتھ دوستی تھی۔ ہمارے ایٹمی راز کو فاش کرنے والے یہ کیسے محب وطن ہوسکتے ہیں؟

سابقہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان نے دورہ امریکا کا ایک واقعہ یوں بیان کیا‘ جو ریکارڈ پر موجود ہے اور بعض کتب میں شائع بھی ہوا ہے کہ امریکی دورے کے دوران اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ

میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کا ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کردیا اور دھمکی دی: اگر پاکستان نے اس حوالے سے اگر اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لئے پاکستانی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ایک سینئر یہودی افسر نے کہا کہ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے ہوں گے‘ اس کے لئے تیار ہو جائے‘ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا تاثر غلط ہے‘ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کی ایٹمی پروگرام میں دلچسپی نہیں رکھتا تو سی آئی اے کے ایک افسر جو اس اجلاس میں موجود تھا‘ اس نے کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو جھٹلا نہیں سکتے‘ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تفصیلات موجود ہیں‘ بلکہ آیئے اسلام بم کا ماڈل بھی موجود ہے‘ یہ کہہ کر سی آئی اے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آپ میرے ساتھ بازو والے کمرے میں آئیں میں آپ کو بتاؤں گا آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا دوسرے امریکی افسر اور میں بھی اٹھا‘ ہم سب اس کے ساتھ ساتھ دوسرے کمرے میں گئے‘ کمرے کے آخر میں جا کر بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا‘ اور اس کے ساتھ دوسری طرف اسٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی‘ اس نے کہا کہ یہ آپ کا اسلام بم ہے‘ تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اس اسلامی بم کا انکار کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں فنی تکنیکی امور سے نابلد ہوں‘ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ لیکن آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہوگا‘ میں کچھ نہیں کہہ سکتا‘ اس افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے‘ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں‘ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے‘ پھر ہم اور یہ افسر اس کمرے سے باہر نکل گئے‘ میرا سر چکرا رہا تھا یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا‘ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے‘ جس میں بقول سی آئی اے کہ یہ اسلامی بم کا ماڈل ہے تو میں نے اپنے دل میں کہا: اچھا تو یہ بات ہے‘ ذرا غور کریں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی یہ کیسی امانتداری ہے کہ ملکی راز کس طریقے سے وہاں تک پہنچائے؟؟

شاید بٹ صاحب کو ان ملک دشمن سرگرمیوں کا پتا ہی نہ ہو۔ بھٹو مرحوم کو پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کا جنون تھا‘ ایک مرتبہ کہا کہ ہم گھاس پتے کھائیں گے یا بھوکے پیاسے رہنا برداشت کریں گے مگر پاکستان کو ایٹمی طاقت ضرور بنائیں گے۔ ملتان میں سائنس دانوں کا اجلاس طلب کیا‘ ان سے کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے‘ اس کے لئے جلدی کی جائے‘ ڈاکٹر عبدالسلام جو مشیر ہے‘ اور ایٹمی توانائی کے چیئرمین ڈاکٹر عشرت عثمانی نے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ کہا کہ یہ ناممکن ہے‘ ذرا اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں نے کیا پاکستان کی خدمت کی ہے کہ ان کو محب وطن لکھا جائے‘ یہ تاریخ کے ساتھ مذاق ہے۔

۱۹۷۳ء میں بھارت نے جب پہلا ایٹمی دھماکا کیا تو یہ اس وقت صدر کے مشیر تھے‘ بھارت کے ایٹمی دھماکے کے جواب میں کیا کہا کیا عملی اقدامات کیے؟

یہ ۱۹۷۴ء تک صدر کے ایٹمی مشیر رہے اور جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے بحث کے بعد آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو یہ ڈاکٹر عبدالسلام احتجاجاً لندن جا بیٹھے اور جب مسٹر بھٹو نے ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت دی تو اس دعوت کے جواب میں ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس بھیج دیا‘ جس کا ریکارڈ آج بھی موجود ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

’’میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔‘‘

اور جب مسٹر بھٹو نے یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا‘ انہوں نے اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکریٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو فوراً برطرف کیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے اور یہ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۲/ جون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا ملعون شخص محب وطن ہو سکتا ہے؟؟

یہ بات قابل افسوس ہے کہ ہمارے بعض نام نہاد صحافیوں اور دانشوروں نے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ اس غدار وطن کو ہیرو بنا کر پیش کیا ہے‘ جو انہی کی بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کو ہیرو بنا کر پیش کرنے والے بتائیں کہ انہوں نے تمام مراعات حاصل کر کے کون سی تحقیق کے ذریعے عالم اسلام اور پاکستان کو کیا تحفہ دیا‘ کیا ایجادات دریافت کیں؟

ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کی تاریخ کا منحوس اور بھیانک کردار ہے‘ جس کی سازشوں سے پاکستان کو تعلیمی‘ سائنسی‘ بالخصوص دفاعی لحاظ سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام اور قادیانی چاہتے تھے کہ پاکستان کبھی بھی دفاع کے معاملہ میں خود کفیل نہ ہوسکے اور ہمیشہ بڑی طاقتوں کا دست نگر رہے۔

جنرل ضیاء الحق اور ڈاکٹر عبدالسلام:

معروف دانشور ڈاکٹر وحید عشرت لکھتے ہیں کہ مشہور قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان دشمنی میں پاکستان کے ایٹمی راز امریکا تک پہنچائے' جس پر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے کہا: اس کو میرے سامنے کبھی نہ لانا' یہ امریکا' برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے' اس لئے اس کو نوبل انعام دیا گیا۔

روزنامہ امت کراچی ۸/جنوری ۱۹۹۸ء:

علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کے بارے میں ایک تاریخی جملہ فرمایا تھا: "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے' وہ اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔"

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے کہا تھا: "وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو اس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوگا ہے۔"

نوبل انعام بھی اسلام اور پاکستان دشمنی کے صلہ میں ملا ہے' محسن پاکستان نے کہا کہ یہ انعام نظریات کی بنیاد پر ملا ہے' اور یہ انعام بھی مشترکہ انعام تھا وہ امریکی سائنس دان اور ایک قادیانی' امریکی سائنس دان نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو ہمارے ساتھ ویسے ہی نتھی کیا گیا ہے اور اس ملعون نے انعام کے بعد کہا تھا کہ یہ انعام غلام احمد قادیانی کا معجزہ ہے' میں پہلے غلام احمد کا غلام ہوں پھر مسلمان' پھر پاکستانی' پھر اس انعام کے دسویں حصہ کو قادیانی فنڈ میں جمع کرایا' باقی حصہ کی رقم کو اٹلی میں ایک قادیانی ادارے کو قائم کرنے میں لگایا' نام اسلامی سائنس فیڈریشن ہے' مگر عرب مسلمانوں کے داخلے پر پابندی لگادی تھی' اس ڈاکٹر عبدالسلام نے سائنس کے نام پر کئی مسلم نوجوانوں کو مرتد کیا۔

اس کے بارے میں مظفر وارثی نے یہ قطعہ لکھا تھا:

اگر لگے جو تیر بدن سے نکال دو
جو پھول ننگ زن ہو چمن سے نکال دو
یہ کون ہیں حکومت کو کیا خبر
ننگ وطن گروہ وطن سے نکال دو
تن اور من جو بیچے اپنا چلن جو بیچے
راز وطن جو بیچے اس کا معاوضہ موت

☆☆..........☆☆

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2 فون:2545805-2545080

فقاہتِ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ

محمد کلیم ندیم

بخاری شریف کی کتاب التفسیر میں "و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم" کے ضمن میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے: "لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من ھؤلاء" ......علامہ سیوطیؒ نے "تبییض الصحیفہ" صفحہ ۲ پر اس کا مصداق امامِ اعظم ابو حنیفہؒ کو قرار دیا ہے۔ عالمگیری میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا بھائی فوت ہوچکا ہے اور اس نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا تھا' مگر ان چھ سو میں سے مجھے صرف ایک درہم ملا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ترکہ کس نے تقسیم کیا ہے؟ تو اس عورت نے جواب دیا کہ آپ کے شاگرد داؤد طائی نے تقسیم کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر ترکہ اس نے تقسیم کیا ہے تو وہ ظلم نہیں کرتا۔ امام صاحب نے اپنی فراست کی بنا پر اس عورت سے کہا کہ کیا تیرے بھائی نے وارثوں میں دادی چھوڑی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ جی ہاں' امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اس نے دو بیٹیاں بھی چھوڑی ہیں؟ عورت نے کہا کہ جی ہاں' امام صاحبؒ نے فرمایا کیا اس نے ایک بیوی بھی چھوڑی ہے؟ عورت نے کہا کہ جی ہاں' امام صاحب نے فرمایا کہ کیا تیرے ساتھ بارہ اور بھائی بھی چھوڑے ہیں؟ عورت نے کہا کہ جی ہاں' تو امام صاحبؒ نے فرمایا اگر واقعی بات ایسے ہی ہے تو تیرا حق ایک دینار ہے' وہ اس طرح کہ جدہ (دادی) کے لئے سدس (چھٹا حصہ) سو دینار ہوں گے اور دو بیٹیوں کے لئے ثلثان (دو تہائی) چار سو دینار ہوں گے اور بیوی کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) پچھتر دینار ہوں گے' باقی پچیس کے بچے تو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے تحت بارہ بھائی میں سے ہر ایک کو دو دینار ملیں گے اور ایک درہم اس بہن کو ملے گا۔

صدی کا سب سے بڑا جھوٹ

محمد متین خالد

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر مذہب میں جھوٹ کو سب سے زیادہ قابل نفرت سمجھا جاتا ہے لیکن قادیانیت ایک ایسا مذہب ہے جس کا خمیر ہی جھوٹ سے اٹھا ہے۔ قادیانیت اور جھوٹ لازم وملزوم بلکہ شیر وشکر ہیں۔ گوئبلز نے کہا تھا: "اتنا جھوٹ بولو! اتنا جھوٹ بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے" بالکل یہی فلسفہ قادیانیت نے اپنایا۔ جس طرح مکھیاں پھوڑے پر بیٹھ بیٹھ کر اسے ناسور بنا دیتی ہیں' اسی طرح قادیانیوں نے اپنے مذہب کے بارے میں جھوٹ بول بول کر اسے ناسور بنا دیا ہے۔ بے شمار جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ' قادیانی جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر سال لاکھوں بلکہ کروڑوں نئے لوگ قادیانی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔

قادیانی جماعت اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو قادیانی جماعت کے ارکان فارم پر خود کو قادیانی یا احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں' جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت قادیانی اگر اپنا تعلق اپنی جماعت سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے' جس سے انہیں اپنے قانونی' آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ قادیانی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری وغیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کی موت کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق قادیانیوں کی تعداد ۱۹ ہزار تھی' پھر ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں یہ تعداد ۳۰ ہزار ہوگئی اور ۳۰۔۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیوں کی کل تعداد ۵۶ ہزار تھی۔ یہ تعداد قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت ۵/ اگست ۱۹۳۴ء میں تسلیم کی ہے۔ ۱۹۵۴ء میں جسٹس منیر اپنی انکوائری رپورٹ میں قادیانیوں کی تعداد ۲ لاکھ بتاتے ہیں' جبکہ ۱۹۸۱ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے دور میں قادیانیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ ۱۹۹۳ء میں ۲ لاکھ ۴ ہزار ۳ سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۹۴ء میں ۴ لاکھ ۲۱ ہزار ۷ سو ۵۳ افراد' ۱۹۹۵ء میں ۸ لاکھ ۴۷ ہزار ۷ سو پچیس افراد' ۱۹۹۶ء میں ۱۶ لاکھ ۲ ہزار ۷ سو ۲۱ افراد' ۱۹۹۷ء میں ۳۰ لاکھ ۴ ہزار ۵ سو ۸۵ افراد' ۱۹۹۸ء میں ۵۰ لاکھ ۴ ہزار ۵ سو ۹۱ افراد' ۱۹۹۹ء میں ایک کروڑ ۸ لاکھ ۲۰ ہزار ۲ سو ۲۶ افراد' ۲۰۰۰ء میں ۴ کروڑ ۱۳ لاکھ ۸ ہزار ۹ سو ۷۵ افراد' ۲۰۰۱ء میں ۸ کروڑ ۱۰ لاکھ ۶ ہزار سات سو اکیس افراد' ۲۰۰۲ء میں ۲ کروڑ ۶ لاکھ ۵۴ ہزار افراد' ۲۰۰۳ء میں (زبردست کم ہو کر) ۸ لاکھ ۹۲ ہزار ۴ سو تین' ۲۰۰۴ء میں ۱۳ لاکھ ۴ ہزار ۹ سو دس' جبکہ ۲۰۰۵ء میں ۴ لاکھ ۹ ہزار ۷ سو ننانوے نئے افراد قادیانی جماعت میں شامل ہوئے۔ اس طرح گزشتہ ۱۳ سالوں میں ۱۶ کروڑ ۴۲ لاکھ ۸۲ ہزار ۷ سو سترہ نئے افراد قادیانی جماعت میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳/ اگست ۲۰۰۵ء صفحہ اول)

قادیانی جماعت کے ذمہ داران! اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا میں انسانوں کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ قادیانی جماعت کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے پیروکاروں کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ قادیانی جماعت روز بروز پھیل رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ قادیانی جماعت ہر سال اپنی تعداد کے حوالے سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ قادیانی جماعت کے پاس ایک ایک قادیانی جماعت کا

مکمل ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔

قادیانی جماعت کا اپنی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (انگلینڈ) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غوروفکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کرکے آخر کس کو بے وقوف بنایا جارہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی نے بھی لکھا تھا:

"میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔" (تریاق القلوب صفحہ ۲۷'۲۸ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵ از مرزا قادیانی)

یا پھر لکھا:

"میرے نشانوں کی تعداد دس لاکھ ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۲ مندرجہ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۷۲ از مرزا قادیانی)

یہ مبالغہ آمیزی کی انتہا ہے۔ قادیانی جماعت کے ذمہ داران نے بھی شاید یہی راستہ اختیار کرلیا ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا:

"جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۵۶ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔" (آریہ دھرم ص ۱۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۳۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ' ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قادیانی جماعت میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کردینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لئے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے' کس شہر کے' کس علاقہ کے' کون سے لوگ' کس بنا پر قادیانیت میں داخل ہوئے ہیں؟ کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو' حالات' تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول قادیانی جماعت ۲۰۰۱ء میں ۸ کروڑ ۱۰ لاکھ ۶ ہزار ۷ سو اکیس نئے افراد "قادیانیت" میں داخل ہوئے۔ اس سال تو قادیانی جماعت کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہئے تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئیوں میں سے کوئی پیشگوئی تلاش کرکے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہئے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہوجائے تو ان کے اخبارات و رسائل' ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں۔ لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں' مکمل سکوت اور خاموشی ہے' آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں قادیانی جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جاچکا ہے۔ قادیانی عقائد کی اصل حقیقت واضح ہوجانے کے بعد پوری دنیا میں قادیانی جماعت کے سرکردہ عہدیداران اور عام قادیانی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف جرمنی کی مثال کافی ہے' جہاں حق کے متلاشی کئی نامی گرامی صاحبان فہم وفراست' قادیانیت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر اسلام کی آغوش میں آگئے ہیں اور اب بھرپور جذبے اور ولولے کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے شب وروز محنت کررہے ہیں۔

ان خوش نصیبوں میں جناب شیخ راحیل احمد' جناب افتخار احمد' جناب محمد مالک' جناب مظفر احمد مظفر' جناب قریشی انور کریم' جناب منیر احمد شاہ' جناب سید ظہیر شاہ' جناب سید شہزاد عابد' جناب وحید احمد وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون:2545573

عالمی خبروں پر ایک نظر

قادیانیوں کو آئین کا پابندی بنایا جائے: دفاع ختم نبوت کانفرنس سے علماء کرام کا خطاب

ٹنڈو آدم (رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام ہر سال کی طرح امسال بھی دفاع ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبدالرحمن السدیس نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ تلاوت کے بعد مفتی محمد طاہر مکی نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے رہنما ممتاز عالم دین فاتح گوہر شاہیت حضرت علامہ احمد میاں حمادی کر رہے تھے' جبکہ مہمان خصوصی بقیۃ السلف جانشین شہید ختم نبوت حضرت لدھیانوی' مولانا سعید احمد جلال پوری تھے' اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا جلال پوری نے فرمایا کہ ۷ ستمبر وہ عظیم دن ہے جو اللہ رب العزت نے ۱۹۵۳ء میں ناموس رسالت پر قربان ہونے والے تیس ہزار شہدائے ختم نبوت کے مقدس لہو کے صدقے ہمیں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو دفاع ختم نبوت کے طور پر دیا' مگر یہ بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہوا عظیم قربانی کے بعد اللہ نے ہم پر فتح ونصرت کے دروازے کھولے اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے گستاخان رسول قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا' لیکن کیا اب مسئلہ حل ہو گیا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں! یہ ایک سمندری سیلاب کے آگے بند باندھنے کے مترادف تھا کہ جیسے دریا کا بند ٹوٹ جائے تو فی الوقت اپنوں کو بچایا جاتا ہے بعد میں بند باندھا جاتا ہے' تو یہ اسمبلی نے گویا اپنوں کو بچایا کہ کم از کم قادیانی کفر کو اسلام کے نام سے تو پیش نہ کر سکیں' کم از کم انہیں کافر تو تسلیم کیا جانا چاہئے' یہ تو اپنوں کو بچایا گیا' دراصل ان کا علاج وہ ہے جو سیدنا صدیق اکبرؓ نے کیا۔ عرض کرتا چلوں کہ یہ کام یعنی قادیانیوں اور دیگر گستاخان رسول کو قتل کرنا یہ حد ہے اور حدود وقصاص مثلاً زانی اگر شادی شدہ ہے تو اس کو سنگسار کرنا اور چور کا ہاتھ کاٹنا وغیرہ وغیرہ یہ حدود ہیں' اب حدود وقصاص کا نفاذ یہ اسلامی قاضی' اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے' عام مسلمان کی نہیں' اب سوال ہوتا ہے کہ اگر حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے تو کیا عام مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ جائیں؟ نہیں! بلکہ مسلمان اپنے اتحاد واتفاق کے ذریعے اور جدوجہد کے ذریعے اسلامی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ اسلامی حدود وقصاص کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔ یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اس سلسلے کی کڑی ہے' ہمارا بھی حکومت پاکستان سے یہی مطالبہ ہے کہ مرتد وزندیق کی سزا نافذ کی جائے۔ اس کانفرنس سے مولانا محمد اعجاز' مولانا محمد راشد مدنی' مفتی طاہر مکی' مفتی امان اللہ بلوچ نے بھی خطاب کیا' جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد راجپوت ایڈووکیٹ' رانا محمد انور نے خصوصی طور پر شرکت کی' علماء کرام نے اپنے خطاب میں ۱۹۷۴ء کے قائد حزب اقتدار ذوالفقار علی بھٹو مرحوم' قائد حزب اختلاف مفکر اسلام مفتی محمودؒ' علامہ شاہ احمد نورانیؒ سمیت ان سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر اول سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء میں تمام مسالک کے علماء نے متفق ہو کر نعرہ لگایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں' تب حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے' اب بھی اگر مسلمان متحد ہو جائیں کہ قادیانیوں کو واجب القتل قرار دیا جائے تو یہ مطالبہ پورا ہو سکتا ہے مگر وائے ناکامی کہ مسلمان اصل دشمن کو پہچاننے کے بجائے آپس میں الجھ گئے کیونکہ قادیانیوں کو بھی علم ہے کہ اگر مسلمان متحد ہو گئے تو ہماری خیر نہیں' اس لئے انہیں آپس میں لڑائے رکھو! علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ حکومتی سطح پر ۷ ستمبر کو بطور یوم دفاع ختم نبوت منایا جائے اور سرکاری عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت قانون کا پابند بنایا جائے۔ سندھ کے پسماندہ علاقوں میں قادیانی مسلمانوں کے ایمانوں سے کھلم کھلا کھیل رہے ہیں اور اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں' جسے کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اگر حکومت نے ان کی سرگرمیوں پر کنٹرول نہ کیا تو مسلمان اپنے نبی کی

عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے میدان میں نکل آئیں گے پھر حالات پر کنٹرول کرنا حکومتی بس سے باہر ہوگا' علماء کرام نے کہا کہ چھ ستمبر ایک اہم دن ہے جس دن کلمہ پر ملک کا دفاع کیا گیا مگر اس سے بڑھ کر اہم دن ۷/ستمبر ہے' اس دن جس کے نام پر ملک لیا گیا اس کی عزت و ناموس کا تحفظ اور دفاع کیا گیا' اس لئے ۶/ستمبر کی طرح ۷/ستمبر کو بھی سرکاری سطح پر منایا جائے' ایک اور مطالبے کے ذریعے کہا گیا کہ گستاخ رسول گوہر شاہی کے چیلوں کی ارتدادی سرگرمیوں کو روکا جائے اور اس کی نام نہاد تنظیم انجمن سرفروشان اسلام پر پابندی عائد کی جائے۔ علماء کرام نے مزید کہا کہ قادیانیوں سے ہماری جنگ اصولی ہے' وہ ہمارے نبی' ہمارے قرآن ہمارے اسلام کا نام نہ لیں' ہماری اصطلاحات استعمال نہ کریں' وہ اگر ہماری اصطلاحات کو استعمال کریں گے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شراب کو زمزم اور خنزیر کو بکری کہہ کر بیچے! ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ قادیانی پاکستان کے آئین کے غدار ہیں' وہ پاکستان کو نہیں مانتے اس لئے انہیں حکومت پاکستان کے تمام تر اہم عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ آخر میں حضرت جلال پوری نے ہی اختتامی دعا فرما کر پروگرام کو اختتام پذیر کیا۔

قافلۂ حریت کا ایک اور چراغ گل ہوگیا

مانسہرہ (رپورٹ: حافظ محمد قاسم عثمان) سید امین گیلانی کی وفات سے عالم اسلام ایک نامور نعت گو اور شاعر سے محروم ہوگیا۔ سید امین گیلانی موجودہ دور کے عظیم شعراء میں شامل تھے۔ تحریک آزادی کا جب باب کھولا جائے گا تو سید امین گیلانی کے سنہری کردار کو نمایاں پایا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار مکتبۂ انوار مدینہ مانسہرہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے نامور نعت خواں سید امین گیلانی کی وفات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر ظلم و ستم کے دور میں سید امین گیلانی نے اپنے کلام سے امت کے خون کو گرمایا سید امین گیلانی مولانا الطاف حسین حالی اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمہم اللہ کی طرح امت کی ترجمانی کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ امید کی جاتی ہے کہ ان کے عظیم جانشین سید سلمان گیلانی اپنے والد کے عظیم کردار کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ انہوں نے کہا اب عظیم لوگ دنیا سے جارہے ہیں۔ سید امین گیلانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے قافلہ کے ایک عظیم سپوت تھے۔ قافلۂ حریت کا ایک اور چراغ گل ہوگیا' ہم سید سلمان گیلانی سے امید رکھتے ہیں وہ اپنے اکابر کے قافلہ میں نمایاں کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اسرائیل کو تسلیم کرنا نظریہ پاکستان سے انحراف اور فلسطینیوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے: مجلس تحفظ ختم نبوت

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کا خاتمہ قادیانیوں کے عقائد کا حصہ ہے' ملک یا عالم اسلام پر آفت کے وقت ان کی ہمدردیاں استعمار کے ساتھ ہوتی ہیں

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں' انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا' مسلمان آپس کے اختلافات بھلا دیں' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور قاری خلیل احمد بندھانی اور دیگر علماء کا خطاب

کوئٹہ (اسٹاف رپورٹر) اسرائیل کو تسلیم کرنا پاکستان کے اساسی نظریہ سے انحراف' فلسطینی مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے اور ملک کے چندرہ کروڑ اور دنیا بھر کے سوا ارب سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے مترادف ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے والی ایک روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز علماء کرام مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' شیخ القرآن مولانا قاری خلیل احمد بندھانی' مولانا نور محمد ایم این اے' مولانا عبدالواحد' مولانا قاری انوار الحق حقانی' مولانا قاری محمد حنیف' مولانا قاری محمد عبداللہ منیر' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی اور دیگر علماء نے کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانی استعماری قوتوں کے جاسوس ہیں' برطانیہ نے اس فتنے کی آبیاری کی' جب امریکا میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر تباہ ہوا تو امریکا نے مسلمانوں کے خلاف عملاً جنگ شروع کردی ان کو مسلم حکمرانوں کے تعاون پر پورا اعتماد نہ تھا' امریکا کو ایسے افراد کی ضرورت تھی جو مسلمانوں کے اندرونی حالات کو جانتے ہوں' انہوں نے قادیانیوں کی خدمات حاصل کیں' قادیانیوں نے عالم کفر کو جہاد کی آیات کے بارے میں بتایا' قرآن پاک سے امریکا نے جہادی آیات کو نکالنے کا مطالبہ کیا' امریکا نے انہیں کھلی چھٹی دی تو وہ رفاہی اداروں کے نام سے جنوبی افریقہ' صومالیہ اور کینیڈا میں ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی اصلاحی جماعت ہے جو پوری دنیا میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہمہ وقت دنیا میں ہر جگہ تبلیغ اسلام' اقامت دین' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کوشاں ہے' انہوں نے کہا کہ مسلمان آپس کے اختلافات کو بھلا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کو تھام لیں' دینی مدارس کا تحفظ کریں' دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں' مغل بادشاہ اکبر سے لے کر نواز شریف تک انہیں کوئی

نہیں مٹاسکا‘ مجلس کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانی نظریہ پاکستان کے مخالف ہیں‘ سیاسی نظریات تبدیل ہوجاتے ہیں لیکن مذہبی نظریات تبدیل نہیں ہوتے‘ پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کا خاتمہ ان کے عقائد کا حصہ ہے‘ یہی وجہ ہے کہ پاکستان یا عالم اسلام پر کوئی آفت آتی ہے تو قادیانیوں کی ہمدردیاں استعمار کے ساتھ ہوتی ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب گوانتا ناموبے میں قرآن پاک کی توہین ہوئی تو پورا عالم اسلام سراپا احتجاج ہوا‘ ہر مسلمان کی آنکھ اشکبار ہوئی لیکن قادیانیوں نے اس سانحہ کی مذمت تک نہیں کی‘ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کے بے حس حکمرانوں نے ذرہ برابر احتجاج نہیں کیا‘ عالم اسلام کی قیادت کو دینی اہمیت کا احساس نہیں‘ انہوں نے کہا کہ مسلمان کسی بھی صورت میں شعائر اسلام اور کتاب اللہ کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔ شیخ القرآن مولانا قاری خلیل احمد بندھانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں‘ انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا‘ موجودہ حکمران امریکا کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے ملک کا اسلامی تشخص ختم کرنا چاہتے ہیں‘ اب وہ لاکھوں مسلمانوں کی خونریزی کے ذمہ دار اور قبلہ اول کے تقدس کو مجروح کرنے والے ملک اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا نظریہ پاکستان سے انحراف ہے‘ اس موقع پر مولانا نور محمد ایم این اے‘ مولانا انوار الحق حقانی اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں قراردادیں منظور کی گئیں‘ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی ملک و دین کے خلاف سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے‘ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ملک میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے‘ دینی مدارس اور مکاتب کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کی جائیں‘ اجلاس میں شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی‘ مولانا قاری محمد امین راولپنڈی والے مجلس کے مبلغ مولانا احمد بخش امیر شریعت کے رفیق ثناء اللہ بھٹہ کے انتقال پر تعزیتی قراردادیں منظور کی گئیں اور دعائے مغفرت کی گئی۔

امت مسلمہ کا اتحاد عالم کفر کی موت ہے: مجلس تحفظ ختم نبوت

مسلمان اپنے فروعی اختلافات بالائے طاق رکھ کر اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کریں: مقررین کا خطاب

پچھ (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمعہ کی رات جامع مسجد مرکزی پچھ میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس مولانا محمد عارف کی صدارت میں منعقد ہوئی‘ جس سے مجلس کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا عبدالواحد‘ مولانا قاری انوار الحق حقانی‘ مجلس پچھ کے امیر مولانا قاری عبدالرشید‘ مولانا محمد یوسف اور مولانا عبدالصمد شہوانی نے خطاب کیا‘ علماء نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی اساس ہے‘ اسلام کی تمام عمارت ختم نبوت پر کھڑی ہے‘ انہوں نے کہا کہ سارقین ختم نبوت کے خلاف پہلا لشکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب دیا‘ ان کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر بھیجا‘ جس نے اس فتنے کے سدباب کیا‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اسلام کی تمام جنگوں اور غزوات میں اتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہید نہیں ہوئے جتنے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابلے میں شہید ہوئے‘ جن کی تعداد بارہ سو ہے‘ ان میں سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حفاظ اور قاری تھے جن میں بدری صحابی بھی شامل تھے‘ علماء نے کہا کہ اس سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے‘ برصغیر میں تمام مسلمان فرقوں نے متحد ہو کر قادیانی فتنے کا مقابلہ کیا ہے‘ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں‘ امت مسلمہ کا اتحاد عالم کفر کی موت ہے۔

باطل کا مقابلہ کرنے کیلئے تمام مسلمان متحد ہیں: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

ملت کا شیرازہ منتشر کرنے کے لئے فرقہ بندی کو ہوا دی جارہی ہے‘ مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں سے خطاب

کوئٹہ (اسٹاف رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مجلس کے عہدیداروں اور کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت تمام عالم کفر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے اور مختلف سازشیں ہورہی ہیں‘ ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے کے لئے فرقہ بندی کو ہوا دی جارہی ہے‘ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں تمام مسلمان فرقے متحد ہیں‘ انہوں نے ہمیشہ ایک گلدستہ کی طرح باطل کا مقابلہ کیا ہے‘ تحریک ختم نبوت یا تحریک تحفظ ناموس رسالت کے لئے سب نے ایک ہی پلیٹ فارم سے جدوجہد کی ہے‘ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ختم نبوت کی حفاظت کی جائے' انہوں نے کہا کہ قادیانی عالم اسلام کے لئے ناسور ہیں' توہین قرآن کے سانحہ میں تمام مسلمان سراپا احتجاج تھے لیکن قادیانیوں نے اس سانحہ کی مذمت نہیں کی' انہوں نے کہا کہ مجلس کے کارکن تبلیغی کاموں پر صبروتحمل کا مظاہرہ کریں۔ دریں اثناء مرکزی جامع مسجد میں ایک بڑا اجتماع ہوا' جس سے ممتاز علماء کرام مولانا قاری انوارالحق حقانی' مولانا قاری عبداللہ منیر' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' قاری نورالدین اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔ اجلاس کی صدارت صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کی۔ علماء کرام نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی امریکا اور عالم کفر کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں انتشار اور افتراق پیدا کر رہے ہیں اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں' انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے دستور کی پاسداری نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو تسلیم کرتے ہیں' انہوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو تسلیم کیا ہے' قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں۔ علماء نے کہا کہ توحید کے بعد ختم نبوت کا عقیدہ سب سے بڑا عقیدہ ہے' جس پر دین کی اساس ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں سینکڑوں حفاظ کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شہید ہوکر اس عقیدے کا دفاع کیا اور وحشی بن حربؓ نے مسیلمہ کذاب کا سر قلم کر کے امت کے لئے اسوہ چھوڑا۔ علماء نے کہا کہ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا' انہوں نے کہا کہ دفاع پاکستان کے حوالے سے منکرین جہاد کو اہم اور حساس اداروں سے نکالا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

قادیانی: انگریز کا خودکاشتہ پودا وگروہ' امریکا' اسرائیل' برطانیہ اور بھارت کے ایجنٹ اور جاسوس ہیں: علماء کرام

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس مدرسہ اسلامیہ مدینہ مسجد جمیل ٹاؤن میں شیخ الحدیث مولانا محب النبی کی صدارت میں منعقد ہوئی جس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا' ڈاکٹر عبدالواحد قریشی' مولانا عزیزالرحمن ثانی' بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالخبیر آزاد' علامہ ممتاز اعوان' مولانا قاری نذیر احمد' قاری محمد امین حاجز سمیت دیگر مذہبی رہنماؤں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے' جس کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کا بنیادی فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریز کا خودکاشتہ پودا قادیانی گروہ' امریکا' اسرائیل' برطانیہ اور بھارت کے ایجنٹ اور جاسوس ہیں' جو مسلک وملت کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے' انہوں نے کہا کہ اعلیٰ اور حساس عہدوں پر فائز قادیانی آفیسران ملکی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں جو تنخواہ پاکستان سے لیتے ہیں اور ڈیوٹی اغیار کی کرتے ہیں لہٰذا قادیانیوں کو کلیدی پوسٹوں سے برطرف کیا جائے۔ مقررین نے مختلف شہروں میں قادیانی فتنہ کی بڑھتی ہوئی منفی سرگرمیوں کی شدید مذمت کی اور ایک متفقہ طور پر قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی فتنہ سے متعلق کی گئی قانون سازی اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر مکمل اور موثر عملدرآمد کرایا جائے اور قادیانیوں کی تمام تر سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

آہ! ملک بشیر احمد کچھیؒ

ملک بشیر احمد کچھی نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے آبائی علاقہ بستی مٹھو تحصیل شجاع آباد میں حاجی محمد یار کچھی کے گھر میں آنکھ کھولی۔ جب ہوش سنبھالا تو اسکول میں داخل کیے گئے۔ تعلیم میٹرک تھی' لیکن اللہ پاک نے انہیں فہم وفراست سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ صاحب الرائے انسان تھے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے گویا وہ مشیر خاص اور ان کے مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ کے جنرل منیجر تھے اور تجاویز کے سلسلہ میں زرخیز ذہن ملا تھا' علاقہ کے بجلی سے متعلق مسائل فی سبیل اللہ اپنے ذمہ لئے ہوئے تھے۔ ۳۰/شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ کو مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ساتھ دن کا خاصا وقت شہر (شجاع آباد) رہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی یکم تا ۴ رمضان المبارک کو ملتان' ۵/رمضان المبارک کی شب لیاقت پور تھے کہ تراویح کے بعد موبائل پر اطلاع ہوئی کہ ملک بشیر احمد کچھیؒ انتقال کر گئے' دعا ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے' ان کے گناہوں سے درگزر فرماکر ان کے ساتھ سے اپنے فضل وکرم والا معاملہ فرمائیں۔

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنئے اور دیگر دوست واحباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کارخیر میں شریک ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت وتعلق کی بنا پر قیامت کے دن شفاعت کا ذریعہ بھی بنیں گے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں ہے کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

عجب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی رہبر نہ پاسباں ہے
بشکل رہبر چھپے ہیں رہزن اُٹھو ذرا انتقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہیں اپنے طیب مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

REGD. NO. SS-160

مجاہدِ رفیع القدر مولانا محمد علی جالندھری

۱۳۹۱ھ

۱۳ سِیزدہ سَال و ربیعِ دُوم بُود
۱۳۰۰ سِیزدہ صدیکیں مجاہد رُو نمود

قصبۂ رے پرارایاں اَصل اُو
وَزنکو در وَز جلندھر وصل اُو

گشت اُو تلمیذ والا جاہ را
سیّدُ السّادات انور شاہ را

آں یکے از بانیانِ خیر بُود
ہم سراپا خیر بہرِ غیر بُود

خیر را چوں ہفت حِصّہ رفتہ
نہ حِصص در خیر اُو را گشتہ

جُہد پیہم معنئ نامش شدہ
خدمتِ اسلامیاں کامش شدہ

پیکرِ اخلاص مُخلص شد عیاں
شد عیاں چندانکہ نے مارا بیاں

در سیاست نیست اُو را ثانئ
طرز اِستدلال را اُو بانئ

سادگی، پاکیزگی، وارفتگی
عاجزی سر بندگی در زندگی

در مئے عرفان چوں وارفتہ
مست در ختمِ نبوّت گشتہ

من یکے از عاشقانِ اُو بُدم
وز شمارِ خادمانِ اُو بُدم

رحلۃ و ہم سال میرِ کارواں
در صفر شد حال میرِ کارواں

چارشنبہ ۲۶ بست و شش در حال بُود
۱۳۰۰ سِیزدہ صد، ہم ۹۱ نَو دیک سال بُود

مقطعِ شعرِ ندیمے مستمند
بین کہ شیریں تر شدہ از شہد و قند

رحلتش گفتہ ندیمِ خیر خواہ
"محرمِ ختمِ نبوّۃ" واہ واہ

۱۳۹۱ھ

ولادتِ مکارمِ صفات
۱۳۱۳ھ

وفاتِ میرِ والاتدبیر
۱۳۹۱ھ